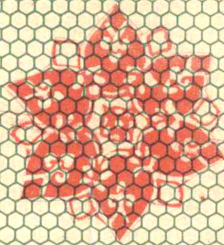
ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ مفتی محمود





سابق ایم پی اے کے بھائی کا پٹرول پمپ پر ڈاکہ



قوم کی تمام پریشانیوں کا حل نظامِ شریعت میں مضمر ہے





احساسِ ندامت

دینِ فطرت کے نگہبان و نگہدار تھے ہم — شہرگِ کفر پہ چلتی ہوئی تلوار تھے ہم
دشمنِ دیں کے لئے تیغِ شرربار تھے ہم — کانپ جاتے ہیں عدو جس سے وہ للکار تھے ہم
ہم پہ ہوتی تھی کبھی ساقئِ کوثرؓ کی عطا — جبکہ خُم خانۂ یثرب کے قدح خوار تھے ہم

اپنے ماضی کی طرف آج پلٹ کر دیکھیں
آؤ تاریخ کے اوراق الٹ کر دیکھیں

رفعتیں بڑھ کے قدمبوس ہوا کرتی تھیں — جب تھے ہم عظمتِ اسلام کے دیوانوں میں
آج ہم ہیں کہ ہے احساسِ ہزیمت اتنا — منہ چُھپائے ہوئے پھرتے ہیں گریبانوں میں
غزنوی بن کے کبھی ٹوٹ پڑے تھے جن پر — ہم پہ ہنستے ہیں وہ بُت آج صنم خانوں میں

لُٹ گئی دولتِ ایمان یہ احساس نہیں
کچھ بھی فرمانِ محمدؐ کا ہمیں پاس نہیں

موت کو موت کا پیغام دیا کرتے تھے — یوں بھی اس دہر میں ہم لوگ جیا کرتے تھے
آج خود اپنے گریباں کا بنایا پرچم — ہم کبھی دامن اغیار سیا کرتے تھے
آج تاریخ کے سینے پہ ہیں اک بار گراں — ہم کہ تاریخ کو ترتیب دیا کرتے تھے

ہم وہ پہلی سی روش اور ادا بھول گئے
کیا محبت میں ہیں آدابِ وفا، بھول گئے

جاگ کر خوابِ گرانبار سے اب سوچو تو، — اپنی بربادی و ذلت کا سبب، سوچو تو
ہم نے قرآن کے احکام کی تعمیل بھی کی ؟ — جھانک کر اپنے گریبان میں سب، سوچو تو
اس سے بڑھ کر بھی کوئی اور قیامت ہوگی — آج قرآن ہے فریاد بلب، سوچو تو

ہم نے ارشادِ محمدؐ کو بھلا رکھا ہے
ہم نے قرآن پہ ہر ظلم روا رکھا ہے

بن کے وہ نور جو اُترا تھا زمانے کے لئے — ظُلمتِ کفر کو دُنیا سے مٹانے کے لئے
گر وہ اخلاق و محبت کے سِکھانے کے لئے — درسِ توحید جو آیا تھا پڑھانے کے لئے
رہ گیا صرف حلف آج اٹھانے کے لئے — اور طاقوں میں قرینے سے سجانے کے لئے

مالکِ ارض و سما کیا تجھے معلوم نہیں
آج قرآن سے بڑھ کر کوئی مظلوم نہیں

غفار بابر ایم اے
ڈیرہ اسمٰعیل خان



ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۱۵

جمعۃ المبارک ۱۴ اپریل، ۵ جمادی الاول ۹۸ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ ۴۵ ــــــ روپے
ششماہی ۲۳ ــــــ روپے
سہ ماہی ــــــ ۱۱/۵۰ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

۹ اپریل

۹ اپریل کو ملک بھر میں تحریکِ نظام مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شہداء کی یاد منائی گئی۔ شہداء کو ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔ اس موقع پر ملک کی سلامتی، استحکام، ترقی، خوشحالی اور ملک میں جلد اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ شہداء تحریک کیلئے مغفرت کی خصوصی دعائیں کی گئیں۔

یقیناً ۹ اپریل کا دن ہماری قومی تاریخ میں خصوصی اہمیت کا حامل رہے گا۔ یہ وہی دن ہے جب ملت اسلامیہ کے سپوتوں نے اسلام کے نظامِ عدل کے نفاذ کے لئے اپنی جان کے نذرانے پیش کر کے اپنی ملی تاریخ کے باب کو مزید تابناک اور روشن کر دیا تھا اور منظم غنڈہ گردی و دھاندلی کے ہاتھوں وجود میں آنے والی جعلی اسمبلی کا گھیراؤ کر کے پوری دنیا پر یہ واضح کر دیا تھا کہ پاکستانی قوم اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دے سکتی ہے۔

'اسلام ہمارا دین ہے اور جمہوریت ہماری سیاست ہے' کا نعرہ لگا کر اقتدار میں آنے والی حکومت نے اپنے تمام تر فسطائی اور چنگیز خانی ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے نوجوانوں، بوڑھوں، بچوں، ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کا مقدس لہو دریا دلی سے بہا کر یہ اطمینان حاصل کر لیا تھا کہ اب اس کے اقتدار کو استحکام مل گیا ہے۔ جبکہ اسلام کے جیالوں نے یہ تہیہ کیا ہوا تھا کہ جب تک آمریت کے اس قصر رفیع کی اینٹ سے اینٹ بجا کر اسے زمیں بوس نہ کر دیا جائے قوم کو اس دیو استبداد سے چھٹکارا نہیں مل سکتا۔ نتیجتاً قوم اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئی اور ایک ظالم و جابر حکمران کو اپنے انجام کو پہنچنا پڑا۔

لیکن آمریت کے اس دیو استبداد سے نجات کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ قوم نے جس مقصد کے لئے یہ عدیم المثال قربانیاں دی تھیں اس کی تکمیل و تتمیم ہو گئی ہے۔ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا مرحلہ ابھی باقی ہے اور یہ مہم ابھی سر کرنا ہے۔ منزلِ مراد تک پہنچنے کیلئے ابھی ہمیں کچھ اور صبر آزما راستوں سے گزرنا ہوگا۔ اگر ہم اس موقع پر اس غلط فہمی کا شکار ہو گئے کہ ہمارا مقصد صرف قاتل بھٹو کو کیفر کردار تک پہنچانا تھا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے اس مقدس خون کی عظمت کو نہیں پہچانا جو ۹ اپریل کو بہایا گیا تھا اور نہ ہی ہم نے اس خون کی منزلت کو جانا جس نے مسلم مسجد کے صحن کو تر بتر کر دیا تھا۔

تحریکِ نظام مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سینکڑوں شہداء کا خونِ ناحق ہم سے آج بھی یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ ہم اپنی پوری توانائیاں صرف کرتے ہوئے اس ملک میں (جو معرضِ وجود میں ہی اس لئے آیا تھا کہ یہاں اسلامی نظام برپا ہوگا) اسلامی نظام کے نفاذ کا پھر یرا لہرائیں اور اسے اپنے پیارے عافیت کا گہوارہ بنا دیں۔

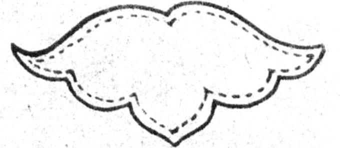
نظر بظاہر موجودہ عبوری حکومت کے [illegible] جنرل محمد ضیاء الحق بار بار اس امر کا اعادہ کرتے رہے ہیں کہ ملک کی بقا کا انحصار اسلامی نظام کے نفاذ میں ہے اور اس سلسلے میں کچھ عملی اقدام کرنے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں، لیکن یہ کام محض کسی ایک فرد کی خواہش یا [illegible] جزوی اقدامات سے تکمیل پذیر نہیں ہوگا اس کے لئے پوری قوم کو ذہنی طور پر تیار ہو کر مثالی جدوجہد کرنا ہوگی۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ بھٹو حکومت نے اپنے چھ سالہ دورِ اقتدار میں عوام کے ذہنوں کو جس طرح اسلام

بلوچستان کی ڈائری — راز داں کے قلم سے

سابق ایم ۔ پی ۔ اے تیمور شاہ جوگیزئی کے بھائی سلیم خان جوگیزئی کا پٹرول پمپ پر ڈاکہ

ملزم تعلیم یافتہ اور اعلیٰ سرکاری عہدہ پر فائز ہے



شاہراہ رضا شاہ پہلوی پر واقع پٹرول پمپ کو رات کے سوا نو بجے تین ڈاکوؤں نے (جنہوں نے اپنے چہروں کو نقاب سے ڈھانپ رکھا تھا) لوٹ لیا۔ یہ ڈکیتی ۲۲ مارچ ۷۸ء کو ہوئی۔ پٹرول پمپ کے سیلزمین کے مطابق ۲۲ مارچ کو رات سوا نو بجے ایک شخص پٹرول پمپ میں داخل ہوا اور ڈسٹل واٹر کی ایک بوتل طلب کی۔ جب سیلزمین رقم لے کر تجوری میں ڈالنے لگے تو اسی دوران ڈاکو پٹرول پمپ میں داخل ہوئے اور سیلزمین سید وخان سے ڈھائی سو روپے کی رقم چھین لی اور پٹرول پمپ سے ملحقہ گلی میں فرار ہونے لگے۔ دریں اثنا سیلزمین سید وخان نے ڈاکوؤں کا تعاقب کیا تو انہوں نے اندھا دھند فائرنگ کی۔ مگر اس دوران گلی میں کھڑی ان کی کار نمبر سیلزمین نے نوٹ کرلی۔ جو کہ منصوبے کے تحت وہاں پہلے کھڑی تھی۔ سید وخان نے ڈاکہ زنی کی واردات کی اطلاع پولیس کو دے دی۔ پولیس نے خلاف توقع فوری طور پر ڈکیتی کی واردات کا سراغ لگانے اور ڈاکوؤں کی گرفتاری کی جدوجہد شروع کر دی۔

۲۴ مارچ کی صبح کو پولیس نے مطلوبہ نمبر کی کار کا سراغ لگا لیا اور جیل روڈ کے ایک بنگلہ سے مطلوبہ نمبر کی کار تحویل میں لے لی۔ کار کے مالک سلیم خان جوگیزئی کو گرفتار کر لیا جو کہ ڈاکوؤں کے گروہ کا سرغنہ بتایا جاتا ہے۔ پوچھ گچھ کے دوران سلیم خان جوگیزئی نے ڈکیتی کا اعتراف کر لیا ہے۔ پولیس نے اس کے قبضہ سے ڈکیتی کی لوٹی ہوئی ڈھائی سو کی رقم برآمد کر لی ہے سلیم خان جوگیزئی نے اپنے گروہ کے دیگر ارکان کے ناموں کا انکشاف بھی کیا ہے جن کی گرفتاری کے لئے پولیس چھاپے مار رہی ہے اور مقامی مجسٹریٹ حکیم جان کی عدالت نے ڈکیتی کے مفرور مجرموں کو "اشتہاری ملزم" قرار دے دیا ہے۔

سلیم خان جوگیزئی جو کہ اعلیٰ خاندان کا چشم و چراغ ہے اور تعلیم یافتہ نوجوان ہے مشہور شخصیت نواب محمد خان جوگیزئی کا فرزند ارجمند ہے ممتاز سیاستدان نواب تیمور شاہ جوگیزئی سابق ممبر (بذریعہ دھاندلی) صوبائی اسمبلی بلوچستان کے برادر عزیز ہیں اور ایک اعلیٰ سرکاری عہدہ پر فائز ہے۔ اسی مشہور و معروف شخصیت یعنی مسٹر سلیم خان جوگیزئی نے ۲۵ فروری ۷۸ء کو شارع اقبال (قندھاری بازار) پر واقع اسٹیشنری کی دکان "اقبال سٹیشنری مارٹ" کو بھی لوٹنے کا اعتراف کر لیا ہے، جس میں موصوف کو مبلغ اٹھارہ سو روپے ہاتھ آئے تھے۔ مزید برآں پولیس یہ بھی معلوم کر رہی ہے کہ دسمبر ۷۷ء میں بولان میڈیکل کالج میں واقع بنک کو بھی لوٹنے کی ناکام کوشش کی گئی تھی کیا وہ کارنامہ بھی اسی اعلیٰ خاندان کے چشم و چراغ کا ہے؟ بہرحال پولیس نے ملزم نواب جناب سلیم خان جوگیزئی سے کافی اہم معلومات حاصل کر لی ہیں اور ملزم سلیم خان جوگیزئی کو ایک مجسٹریٹ کے سامنے شناختی پریڈ کرائی گئی۔ پٹرول پمپ کے سیلزمین سید وخان نے ملزم کو شناخت کر لیا ہے مگر باخبر ذرائع کے مطابق ملزم سلیم خان جوگیزئی چونکہ تیمور شاہ جوگیزئی کا بھائی ہے اس لئے پولیس پر مختلف ذرائع سے دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ اس کیس کی نوعیت بدل دی جائے۔ تیمور شاہ جوگیزئی تو کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ یہ ضلع ژوب کے فرعون ہیں۔ ۷۰ء کے انتخابات میں جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کی آن حضرت مولانا سید محمد شمس الدین شہیدؒ نے نواب صاحب موصوف کا مقابلہ کیا اور تیمور شاہ جوگیزئی اپنی ضمانت ضبط کرا بیٹھے۔ آخر کار وہ اس مرد مجاہد کی جان کے درپے ہو گئے۔ اور آخر کار اپنے گھر میں پالے ہوئے ایک غنڈے "شاہ نذیر" کے ہاتھوں اپنے آقا بھٹو کے اشارے پر اس مرد میدان کو شہید کروا دیا۔ اور پھر ضمنی انتخاب میں اسی سیٹ سے کھڑے ہوئے۔ جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے اس شہیدؒ کے والد محترم مولانا محمد زاہد صاحب امیدوار تھے۔ اگرچہ الیکشن مولانا زاہد صاحب جیت گئے مگر دور قائد عوام میں تو سلیکشن ہوا کرتا تھا اور یہ دھاندلی کی پہلی مثال تھی بلوچستان میں۔

آج کل تیمور شاہ جوگیزئی سخت سراسیمہ ہیں۔ کیونکہ ژوب میں تو اسے کوئی بھی گھاس نہیں ڈالتا۔ موصوف نے سردار محمد عثمان جوگیزئی کے ساتھ مل کر پشتون عوام کے غم میں دبلا ہونا شروع کیا اور چند بیانات دیئے کہ اب الیکشن میں تعلیم یافتہ نوجوانوں کو کامیاب کرایا جائے گا۔ اور علماء کی اجارہ داری ختم ہو گئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن عوام جانتے ہیں کہ موصوف اس وقت جمعیۃ علماء اسلام کی مقبولیت سے بوکھلا گئے ہیں اور لوگ اس "ہمدرد پشتون" سے سوال کرتے ہیں کہ ہمدرد صاحب! آخر آپ اس طرح کیوں بلوچستان اسمبلی کے لئے میدان میں کود ے؟ کیا شمس الدین تعلیم یافتہ اور نوجوان نہ تھا۔ اب خدا جانے کہ جوگیزئی صاحب کس طرح چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق کے ساتھ سیاسی لیڈروں کے وفد میں گھس گئے۔ ویسے ان کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے اور مسلم لیگ کا یہ پرانا گھاگ ہے۔ دیکھئے کہ اس قسم کے سیاستدانوں سے کب اہل

مشاہیر اسلام

عبدالستار ستاری
ڈیرہ اسمٰعیل خان

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

جہاد حریت کی ایک ناقابل فراموش شخصیت

حضرت قطب العالم سیدنا حضرت رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۰۸) جہاں وسعتِ علم، دقت نظر، ملکہ استنباط، قوت استدلال، پاکیزگیٔ اخلاق، اتباع سنت، جمع بین العلم و العمل جیسے کمالاتِ ظاہری و باطنی سے مالا مال تھے وہاں آپ کا قلب مبارک شمع آزادی کی روشنی سے بھی منور اور جذبۂ حریت سے سرشار تھا۔ آپ بیک وقت عالم باعمل۔ صوفی مرتاض، مسند آرائے سریر۔ بیعت و ارشاد اور جہاد حریت کے ایک ممتاز صحابہ تھے۔ ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط آپ کے خیال میں اسلام اور مسلم قوم دونوں کے لئے سم قاتل تھا۔ اس لئے آپکا دل اس بات کا آرزومند اور اس کے لئے مضطرب تھا کہ کسی طرح انگریزوں کا یہ منحوس سایہ سرزمینِ ہندوستان سے اٹھ جائے۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ نے ہر وہ کوشش فرمائی جس کی امید کسی جانباز اور سرفروش مجاہد یا سرخیلِ کارواں سے کی جاسکتی ہے۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ قید و بند کے مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا بلکہ انگریزی حکومت کو (جس کے جبر و استبداد کی داستانوں سے آج بھی کلیجہ منہ کو آتا ہے) اسوقت چیلنج کیا جبکہ کانگریس یا کسی اور منظم پارٹی کا وجود بھی نہ تھا اور گنتی کے چند مجاہدوں کو لے کر اس کے مقابلے میں سر سے کفن باندھ کر حمیت قومی، جذبۂ حریت و بیداری کا ایسا اعلیٰ ثبوت دیا جو بعد میں آنے والے مجاہدین جنگ آزادی کے لئے خضر راہ ثابت ہوا۔ حضرت شیخ الہند اور ان کے رفقائے کار حضرت شیخ الاسلام رح اور ان کے ہمنوا جنہوں نے آخر کار منزلِ مقصود پر پہنچ کر دم لیا، سب اسی گنگوہی خانقاہ کے خوشہ چیں اور اسی بارگاہ عالی کے منتسبین تھے۔

میں چاہتا ہوں کہ حضرت قطب العالم رح کی مجاہدانہ اور سرفروشانہ حیات طیبہ کی ایک جھلک پیش کروں جو آج بھی ہمارے لئے درس عبرت و موعظت ہے۔ تاریخ اسلامی اپنے اندر ایسے بے شمار واقعات محفوظ کئے ہوئے ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی مسلم فرمانرواؤں میں ضعف و اضمحلال لاحق ہوا ہے تو ایسے وقت میں ہمیشہ علمائے اسلام زمام قیادت اپنے ہاتھوں میں لے کر باطل کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوئے اور خداداد صلاحیتوں سے ایسی تحریکوں کو وجود بخشا جنکا انجام آخر کار کامیابی پر ہوا۔ چنانچہ ہندوستان میں تحریکِ آزادی کا سب سے پہلا اور اولین سرچشمہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح کی ذات گرامی ہے۔

آپ نے تحریکِ آزادی کی ابتداء فرمائی، اور اس کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آگے بڑھایا اور ان کے بعد حضرت سید احمد بریلوی رح اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے زمام قیادت اپنے ہاتھ میں لی۔ یہ دونوں حضرات اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے یا ناکام؟ اس سے قطع نظر کرکے ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان قدسی نفوس نے اس راہ میں اپنا خون بہا کر اپنے جانشینوں کے لئے جد و جہد اور قربانی کی ایک مثالی راہ معین کی۔

حضرت قطب العالم رح اور اس کے رفقاء چونکہ سلسلۂ ولی اللہی سے ظاہری و باطنی دونوں اعتبار سے وابستہ تھے اس لئے آپ کے اندر جہاد حریت کا جذبہ موجزن ہونا ایک قدرتی اور فطرتی امر تھا۔ آپ کے اکابر پہلے ہی اس راہ میں حضرت شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت و معیت میں اپنی قربانیاں دے چکے تھے جو آپ کے لئے مشعل راہ تھیں۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں آپ نے وہ مجاہدانہ کارنامے انجام دیئے جن سے اگلے زمانے کے مجاہدینِ اسلام کی یاد تازہ ہوگئی۔

آپ نے جہاد کے فتوے پر بلا کسی مآل اندیشی کے دستخط فرمائے اور لوگوں کو اپنا ہمنوا بنایا۔ یہ حضرت قطب العالم رح اور حضرت قاسم العلوم رح کی رائے عالی اور ہمت مردانہ تھی کہ جہاد تھانہ بھون کا جرأتمندانہ اقدام کیا گیا تھا۔ حضرت حاجی صاحب رح کو امام المسلمین، اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو سپہ سالار مجاہدین مقرر کیا گیا اور حضرت قطب العالم کو قاضی بنایا گیا۔ چنانچہ آپ نے مقدمات کو از روئے شرع فیصل کرنا بھی فرمادیا تھا۔ یہ ایک چھوٹی سی حکومت کہیئے یا ایک مثالی ریاست۔ آپ چاہتے تھے کہ سارے ہندوستان میں اسی طرح کی ایک حکومت قائم ہو جائے کیونکہ آپ کے نزدیک مسلمانوں اور سارے ہندوستانی اقوام کا بس اسی میں فائدہ تھا۔ یہ موقع بڑا ہی پُرخطر تھا کیونکہ قائم کرنے کو تو اسلامی حکومت قائم کرلی تھی مگر اس اقدام سے آپ نے اور آپ کی جماعت نے جس ظالم اور جابر قوم کو چیلنج کیا تھا اس کی قوت اور سطوت کے سامنے دنیا کی بڑی حکومتیں سجدہ ریز تھیں، جس ماحول اور

جن حالات میں یہ اعلان جہاد کیا گیا ظاہری سازو سامان پر ایمان رکھنے والے آج بھی حیران و ششدر ہیں۔ تھانہ بھون میں خود مختار حکومت کے اعلان کے بعد ظاہری طور پر آپ کو اور آپ کے پیرو مرشد کو جدید آلات جنگ کا فراہم کرنا بھی مشکل تھا کیونکہ مجاہدین کے پاس جدید آلات بالکل نہ تھے، وہی پرانی تلواریں اور پرانی قسم کی بندوقیں تھیں جن کے بھرنے میں کافی وقت لگتا تھا اور مقابلے میں اتنی بڑی طاقت اور وہ بھی جدید آلات سے لیس۔ ظاہری طور پر وہ نسبت بھی نہ تھی جو قطرہ کو دریا سے ہوتی ہے لیکن دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ان بوریہ نشین اور بے نوا فقراء اسلام نے معرکہ ہائے بدر و احد کی یاد تازہ کر دی۔

جس وقت تھانہ بھون پر خبر پہنچی کہ توپ خانہ سہارنپور سے شاملی بھیجا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ فوج کا ایک دستہ بھی ہے اور رات کے وقت اس کا گزر یہاں سے ہوگا۔ عام طور پر بزرگوں کو یہ تشویش ہوئی کہ مجاہدین کی جماعت میں جدید آلات بالکل نہیں، کچھ تلواریں اور پرانے قسم کی بندوقیں ضرور رہیں۔ لیکن اس توپخانہ کا مقابلہ کیسے کیا جائیگا۔ اس تشویشناک موقع پر حضرت قطب العالمؒ ہی کی ذات گرامی تھی جس نے لوگوں سے یہ فرمایا تھا

"کہ تم کسی قسم کا فکر نہ کرو"۔

انگریزی فوج کی گزرگاہ پر ایک باغ واقع تھا۔ حضرت قطب العالمؒ نے تیس یا چالیس مجاہدین کو اس باغ میں چھپا دیا تھا اور یہ حکم دیا کہ تم لوگ تیار رہنا جب میں کہوں گا تو تم بیک وقت فائر کر دینا۔

چنانچہ جب انگریزی فوج معہ توپ خانہ کے اس باغ کے سامنے سے گذری تو آپ کے حکم سے سب نے یکبار گولیاں چلا دیں۔ ساری فوج گھبرا گئی اور ان پر اتنا خوف طاری ہوا کہ توپ خانہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ حضرت قطب العالمؒ نے توپ خانہ کھینچ کر حضرت حاجی صاحبؒ کی مسجد کے سامنے لا کر ڈال دیا۔ شاملی پر جب مجاہدین کا حملہ ہوا اس میں حضرت گنگوہیؒ پیش پیش تھے اور یہ حقیقت ہے کہ وہاں کی انگریزی فوج پسپا ہوئی اور اس پر مجاہدین کا قبضہ بھی ہوگیا تھا۔ اس محاذ پر مجاہدین نے وہ جوہر دکھائے کہ آپ کی جرأت و ہمت، سرفروشی و جانبازی کی ہر شخص نے داد دی۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ میدان جنگ میں آپ سینہ سپر تھے۔ دشمنوں کے وار سے بچ کر ان پر ایسا نشانہ باندھتے کہ شاذ و نادر ہی خطا کرتا۔ گو فن سپہ سالاری کی آپ نے باضابطہ کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی تھی مگر ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی میں ایک کہنہ مرد میدان ثابت ہوئے۔

آپ کی دلیری، جرأت و بیباکی کی یہ ایک اعلیٰ مثال ہے کہ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کے بعد جب آپ پر اور آپ کے پیرو مرشد حضرت حاجی صاحب نیز حضرت قاسم العلومؒ پر الزام بغاوت عائد کیا گیا تو آپ نے ایک دن کے لئے روپوشی ہونا گوارہ کیا اور نہ اپنے وطن گنگوہ سے گرفتاری کے خوف سے کہیں اور جانا گوارا فرمایا۔

چنانچہ آپ کے نام گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوا۔ گرفتار کر کے سہارنپور اور مظفر نگر کی جیل لائے گئے۔ آپ پر شرکت جہاد شاملی کے علاوہ یہ الزام بھی تھا کہ سپاہیوں کی رائفل آپ کے پاس ہے۔ جب عدالت نے آپ سے پوچھا کہ تم نے گورنمنٹ کے خلاف ہتھیار اٹھایا تھا آپ نے فوراً ہی اپنی جیب سے تسبیح نکالی اور برجستہ جواب دیا کہ "بندے کا ہتھیار تو یہ ہے"۔

پھر سوال کیا گیا کہ "رائفل کہاں ہے"؟

آپ نے نہایت صفائی اور ہوشمندی سے جواب دیا کہ "رائفل سے مجھے کیا سروکار"۔

عدالت کے سوالوں کے جواب آپ نے اس خوبی سے دیئے کہ اس کی مقصد برآری نہ ہو سکی۔ حکم ہوا چند سپاہی ننگی تلواریں لے کر آپ کے سر پر کھڑے رہیں کہ ممکن ہے خوفزدہ ہو کر اقبال جرم کر لیں۔ آپ کے متعلق یہ بات مشہور ہوگئی تھی اور مشہور ہونا بعید از قیاس نہ تھا کہ آپ کو پھانسی دے دی جائے گی۔ آپ کے ماموں مولانا محمد شفیع صاحب پا بہ زنجیر دیکھ کر نیز حکومت کی سختیاں اور دھمکیاں ملاحظہ کر کے پہلے ہی سراسیمہ ہو چکے تھے۔ یہ حکم سن کر بہت ہی پریشان ہوئے، چپکے سے کہا بیٹا بتلا دے! کہ وہ بندوق کہاں ہے۔ اگر تم نے بتا دیا تو حاکم فوراً چھوڑ دے گا۔ اب وہ بندوق تیرے کیا کام آئے گی۔ دیکھ یہ ننگی تلواروں کا تم پر سایہ ہے جسے دیکھ کر زہرہ آب اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جا رہا ہے لیکن آپ صبر و استقامت کے پہاڑ تھے نہایت اطمینان سے فرمایا کہ۔

"ماموں جان! اگر سینکڑوں تلواروں کا پہرہ لگا دیا جائے تو بھی کیا خوف ہے؟ بندوق کا بتانا الزام کو سر پر لینا ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا"۔

غرضیکہ حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے آپ نے کسی الزام کو قبول کرنے سے یکسر انکار کر دیا۔ آپ پر جب کسی قسم کا الزام ثابت نہ ہوسکا تو تقریباً آٹھ نو ماہ آپ کو قید و بند سے بے لاگ رہائی حاصل ہوئی۔ حضرت سید بریلوی سے اب تک کے تجربات سے حکومت نے پورے طور پر محسوس کر لیا کہ ہندوستانی بالخصوص مسلمان غلامی کے خوگر ہوتے ہیں اور نہ اسکو آسانی سے قبول کر سکتے ہیں۔

لہذا اس نے ہندوستانی قوم میں ایک ذہنی انقلاب برپا کرنے کے لئے تعلیم کا راستہ اختیار کیا لیکن حضرت قطب العالمؒ اور حضرت نانوتویؒ کی بصیرت نگاہوں نے انگریز کے اس اقدام کو بھانپ لیا اور پھر بے سرو سامانی کے باوجود اس کا ترکی بترکی جواب دیا۔ شمشیر و سنان کو چھوڑ کر اپنا ایسا تعلیمی پروگرام مرتب کیا جس نے انگریز کی بنائی ہوئی سکیم کو ناکام بنا دیا۔

قیام دارالعلوم دیوبند سے یہی مقصد تھا کہ بیک وقت عالم دین اور انقلاب کے علمبردار پیدا ہوں اور ان کو ملک کے گوشے گوشے میں بھیجا جائے۔ چنانچہ دارالعلوم کا سب سے پہلا طالب علم (شیخ الہند) جب فارغ التحصیل ہوتا ہے تو اس کی پیشانی جان قاسمی و انوار رشیدی سے جگمگا رہی تھی۔ اس کے قلب میں جذبہ حریت کا وہ اٹھتا ہوا سمندر موجزن تھا کہ اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ اس کی قوت عمل اور مجاہدانہ سرگرمیوں نے قصر استبداد میں زلزلہ پیدا کر دیا۔ آخر کار دنیا کی وہ عظیم الشان طاقت جس کی بڑائی اور عظمت کا چار دانگ عالم میں شہرہ تھا جس کی دراز دستیوں کا زمانہ معترف تھا چند بوریہ نشینوں نے اس کی آہنی میخوں کو مروڑ کر رکھ دیا۔

حضرت قطب العالم سیدنا رشید احمد گنگوہیؒ کا شمار جنگ آزادی کے ان رہنماؤں میں بجا طور پر کیا جا سکتا ہے جن کے تذکرے کے بغیر

شیخ عظیم مشہور شاہد
سرگودھا

تحریکِ آزادی اور ہماری سیاست

قومی مفاد پر ذاتی مفاد کو ترجیح دی جاتی رہی

برصغیر کی تحریک آزادی کی جدوجہد کی سوسالہ تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس تحریک میں کون مخلص تھا اور کون مفاد پرست، کس نے اس خطہ کو آزاد دیکھنے کے لئے اپنا جان و مال قربان کیا اور کس نے محض ذاتی مفاد کی خاطر وسیع تر قومی مفادات کو نظر انداز کیا۔ ہماری شروع ہی سے یہ بدقسمتی رہی ہے کہ ہم اپنی قوم میں یک جہتی پیدا نہ کر سکے یعنی انگریز نے شروع سے ہی ہماری قوم میں تعلیم عام نہ ہونے دی جس کی وجہ سے ہماری قوم جہالت کے اندھیرے میں ڈوبی رہی کیونکہ قوم میں جہالت اور غربت عام تھی اس لئے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریز نے اس قوم میں سے کچھ لوگوں کو خریدا، یعنی کسی کو سر کا خطاب دیا اور کسی کو گھوڑے پال سکیم کے تحت نوازا اور بڑی بڑی جاگیریں دیں۔ اس غربت اور جہالت کی وجہ سے وہ طبقہ انگریزوں کی سوچوں اور گہری چالوں کو نہ سمجھ سکا، جس کا یہ اثر ہوا کہ یہ لوگ دن بہ دن ان کے قریب سے قریب تر ہوتے گئے۔ اس کی آڑ لے کر انگریزوں نے اپنی فوج میں بھاری تعداد میں مسلمان بھرتی کئے ایک طرف تو یہ مسلمان فوجی اپنے مسلمان بھائیوں پر ظلم ڈھاتے اور دوسری طرف ان سے ایسے ایسے گناہ سرزد ہوئے کہ شاید ہم قیامت تک ان کا کفارہ ادا نہ کر سکیں۔ اسی فوج نے خانہ کعبہ پر گولیاں چلائیں۔ اور شاید یہی گناہ ہے جس کی وجہ سے ہم آج تک پوری دنیا کے سامنے ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ اس گناہ میں خاص طور پر پنجاب کا وہ طبقہ ملوث ہے جنکو انگریزوں کی طرف سے جاگیریں بخشی گئی تھیں۔ یہی وہ طبقہ ہے جو کہ قیام پاکستان سے پہلے بھی شاملِ اقتدار رہا اور قیام پاکستان کے بعد بھی اقتدار میں شامل ہو کر عوام کے حقوق کو پامال کرتا رہا۔ یہ طبقہ ہر دور میں اقتدار سے منسلک رہا۔ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ پاکستان بننے کے بعد ان لوگوں کی جاگیریں قومی ملکیت میں لی جاتیں جو انگریز انہیں غداری کے عوض بخش کر گیا تھا لیکن اس کی بجائے وہ لوگ پاکستان کی بانی جماعت میں شامل ہو کر سب سے بڑے محبِ وطن پاکستانی بن بیٹھے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس جماعت میں شامل ہونے کا مقصد ہجرت کرنے والے مہاجرین کے حقوق غضب کرنا تھا؟

برصغیر کی تقسیم ہوئی اور پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو ہزاروں ہندو اور سکھ پاکستان میں اپنی جائیدادیں چھوڑ کر یہاں سے چلے گئے۔ اس وقت یہی مفاد پرست طبقہ تھا جو مسلم لیگ میں شامل ہو گیا اور اس نے اپنے چہروں پر مسلم لیگ کا لیبل لگا کر ان تمام جائیدادوں پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ جب ہندوستان سے مسلمان مہاجرین ہجرت کر کے پاکستان آئے تو ان لوگوں کو سر چھپانے کی بھی جگہ نہ ملی اور کافی عرصہ تک یہ لوگ کھلے آسمان تلے بے یار و مددگار ڈیرہ جمائے بیٹھے رہے۔ ان کی بے بسی کا یہ عالم تھا کہ یہ لوگ ایک روٹی اور ایک بوند پانی کو ترستے رہے۔ ان نام نہاد جاگیرداروں کو جو کہ مہاجرین کے حقوق غضب کئے بیٹھے تھے اپنے مسلمان بھائیوں پر ذرا ترس نہ آیا۔ چنانچہ مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ بانئ پاکستان کے لئے مسئلہ روز بروز بنتا چلا گیا اور یہی وہ دکھ تھا جو کہ بانئ پاکستان کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ ایک موقع پر انہوں نے ایک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے عوام کو خبردار کرنے کے لئے یہ الفاظ دہرائے تھے کہ

"میری بدقسمتی یہ ہے کہ
میری جیب میں جتنے سکے
ہیں وہ کھوٹے ہیں"

ظاہر ہے کہ ان کا اشارہ مسلم لیگ میں شامل ان افراد ہی کی طرف تھا جو کہ اس پارٹی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے عوام پر ظلم کر رہے تھے۔ ایک مرتبہ خان عبدالغفار خان نے بانئ پاکستان سے مل کر ان کی توجہ اس طرف مبذول کروائی تھی اور انہوں نے یہ وعدہ بھی لیا تھا کہ وہ اس سلسلہ میں جلد ہی ایکشن لیں گے۔ لیکن یہ مفاد پرست طبقہ بانئ پاکستان کے اعصاب پر اس طرح چھایا ہوا تھا کہ وہ اپنے پروگرام کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔ مہاجرین کی آبادکاری کے سلسلہ میں نوابزادہ لیاقت علی خاں صاحب کی بھی یہ تجویز تھی کہ یہ لوگ جس علاقے سے آرہے ہیں اسی طرح ان کی نئی بستیاں آباد کی جائیں۔ ان کا یہ خیال تھا کہ یہ لوگ جیسے ہندوستان میں بستے تھے اسی طرح یہاں بھی آباد ہوں تاکہ ان میں بھائی چارے کی فضا قائم رہے۔

مگر افسوس کہ ممتاز محمد خان دولتانہ نے

ان کی یہ تجویز نہ مانی اور مہاجرین کو پاکستان کے مختلف شہروں میں آباد کرنے پر زور دیتے رہے۔ اس طرح ممتاز دولتانہ نے مہاجرین کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا تاکہ یہ لوگ اکٹھے نہ رہ سکیں۔ لیاقت علی خان مرحوم کی تجویز پر عمل کیا جاتا تو یہ مفاد پرست لوگ اقتدار میں رہتے اور نہ ہی مہاجرین کے ساتھ اتنی بڑی زیادتی ہوتی۔ اس طرح مہاجرین کو یہ اختیار ہوتا کہ وہ جسے چاہیں اپنا نمائندہ منتخب کر کے اسمبلی میں بھیجتے جہاں ان کے بیشتر مسائل کو حل کرنے میں مدد ملتی۔ لیکن ممتاز دولتانہ مہاجرین کو اپنا غلام بنانا چاہتے تھے اور ایسا ہی ہوا۔ وہ مہاجرین جو کہ اپنے جان و مال اور خاندانوں کی قربانیاں دے کر پاکستان میں اس لئے آئے تھے کہ وہاں پر سکھ چین کی زندگی بسر کریں گے اور مذہبی آزادی ہوگی آج تک مصائب و آلام میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ قومی سطح پر ایسی فضا پیدا کرنی چاہیئے تھی جس سے ملک میں پہلے سے بسنے والے اور بعد میں آنے والے ایک دوسرے سے خوف زدہ ہونے اور لڑنے جھگڑنے کی بجائے باہمی حقوق کی نگرانی کرتے اور اخوت و بھائی چارگی کا مظاہرہ کرتے مگر انہوں نے اس طرف آج بھی توجہ نہیں دی اور تیس سال گذرنے کے بعد بھی

رپورٹنگ : الطاف حسین

قوم کی تمام پریشانیوں کا حل نظام شریعت کے مکمل نفاذ میں مضمر ہے : امیر مرکزیہ حضرت عبداللہ درخواستی مدظلہ

مدرسہ اسلامیہ صادقیہ عباسیہ منچن آباد کا تین روزہ تبلیغی اجتماع ختم ہو گیا۔

مدرسہ اسلامیہ صادقیہ عباسیہ منچن آباد ریاست بہاولپور کا تاریخی اور قدیم دینی ادارہ ہے۔ اسکا سالانہ جلسہ اپنی ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ستر سالہ قائم شدہ مدرسہ میں اب تک اپنے وقت کے جید عالم اور مشائخ تشریف لا چکے ہیں جن میں حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت لاہوریؒ، حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ۔ قاضی احسان احمدؒ اور مولانا محمد علی جالندھریؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان اکابرین کے قدم رنجہ فرمانے کا صدقہ ہے کہ آج بھی یہاں اتنا عظیم الشان اجتماع ہوتا ہے کہ بہت بڑے میلے کا سا سماں ہوتا ہے علاقہ کے لوگ سارا سال اس جلسہ کا شدت سے انتظار کرتے ہیں اور جوں جوں جلسہ کی تاریخ قریب آتی ہے انکا اشتیاق بڑھتا جاتا ہے۔ قریب کے دیہاتوں کے لوگ منچن آباد میں رہائش پذیر اپنے عزیز و اقارب کے ہاں اپنے لئے تین دن کے لئے جگہ ریزرو کروا لیتے ہیں۔ اس دفعہ مجھے بھی شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ عجیب سماں تھا، دکانیں سجی ہوئی تھیں۔ شہر میں جمعہ کی صبح سے ہی چہل پہل ہے۔ ۳۱ رمارچ کو صبح ہی سے لوگ نئے کپڑے پہنے منچن آباد پہنچنا شروع ہو جاتے ہیں۔ عورتوں کی بھاری تعداد اس جلسہ میں شرکت کرتی ہے اور تین دن تک مسلسل یہیں مقیم رہتی ہے۔ ان کے لئے پردہ کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔

۳۱ مارچ بروز جمعہ تقریباً گیارہ بجے جلسہ کی باقاعدہ کارروائی شروع ہو گئی۔ مولانا محمد شریف وٹو نائب امیر مرکزیہ جمعیۃ علماء اسلام، مولانا محمد رفیق ناظم مدرسہ باہر سے آنے والے مہمانوں کو خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ مولانا محمد رفیق کی مصروفیت کا عجیب عالم ہے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض بھی خود ادا کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ باقی تمام انتظامات پر پوری توجہ فرما رہے ہیں۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مدرسہ کے طالبعلم حافظ نیاز احمد نے اپنی شیریں الفاظ سے نعت خوانی کی۔ مجمع بڑھتا جا رہا ہے۔ جلسہ مدرسہ کے ہی وسیع صحن میں ہوتا ہے جو کہ خاص اسی مقصد کے لئے اسی طریقہ پر بنایا گیا ہے۔ اس کے چاروں طرف کمرے ہیں اور مغرب کی جانب اسٹیج ہے۔ اب اکاڑہ کے مشہور مناظر مولانا محمد امین مسند اسٹیج پر تشریف لاتے ہیں۔ آپ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل اور مناقب کا تفصیل سے ذکر کیا۔ سامعین پوری توجہ سے تقریر سن رہے تھے۔ تقریباً دو بجنے والے ہیں۔ جلسہ گاہ کھچا کھچ بھر چکی ہے۔ سامعین کو یہ اطلاع مل چکی ہے کہ امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ تشریف لا چکے ہیں کیونکہ نماز جمعہ حضرت نے پڑھانی ہے

مجھے اور ہارون آباد والے حاجی محمد یسین نائب امیر ضلع بہاولنگر کو بھی جلسہ گاہ کی ایک نکڑ میں دھوپ میں کھڑے ہونے کی جگہ ملی۔ اب پنڈال اور اس کے گرد و نواح بھر چکے تو لوگوں نے گلیوں اور سڑکوں پر صفیں باندھ لیں۔

دو بج کر پندرہ منٹ پر حضرت درخواستی مدظلہ سٹیج پر تشریف لائے۔ لوگوں کا شوق دیدار دیدنی تھا۔ حضرت نے جمعہ سے پہلے صرف پندرہ منٹ خطاب فرمایا اور سامعین کو جمعہ کے بعد تفصیلاً خطاب کی خوشخبری دی۔ حضرت نے کثیر اجتماع کو دیکھ کر فرمایا کہ آج تو جلسہ گاہ بھی تنگیٔ داماں کا رونا رو رہا ہے۔ نماز جمعہ لوگوں نے خشوع خضوع سے ادا فرمائی۔

جمعہ کے بعد شیخ طریقت حضرت عبداللہ درخواستی کا خطاب شروع ہوا۔ قریب کے مکانوں کی چھتیں سڑکیں اور گلیاں سامعین سے پُر تھیں۔ حضرت نے اپنے مخصوص انداز سے سامعین کو خطاب فرمایا۔ کچھ کیا تھا لوگ یہ بھول گئے کہ کہاں بیٹھے ہیں۔ پانچ بجے تک قرآن و حدیث سے مزین خطاب ہوا۔ آج حضرت کا خاص موضوع سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ آپ فرما رہے تھے کہ آج قوم جن مشکلات، مصائب اور دشواریوں کا شکار ہے اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ ہم سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھلا بیٹھے ہیں۔

آپ نے زور دیکر کہا کہ قوم کے تمام مصائب کا حل نظام شریعت کے عملی نفاذ میں مضمر ہے، اور پوری انسانیت کی فلاح و بقا صرف اسی وقت ممکن ہے جب ہم سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو جائیں۔

حضرت نے مدارس عربیہ کی دینی خدمات پر بھی روشنی ڈالی اور انہیں اسلام کے قلعے قرار دیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک اسلام کے یہ قلعے موجود ہیں اس وقت تک اسلام دشمن نظریات کو پھیلانے کی ہر کوشش ناکام بنا دی جائے گی۔ مجمع پر ایک سکوت طاری تھا۔ مجال ہے کہ کسی نے بھی اپنی جگہ چھوڑی ہو۔ حضرت نے سامعین سے قرآن و سنت کے مطابق زندگیاں گزارنے کا وعدہ لیا۔ حضرت نے آخر میں کچھ وظائف بھی بتائے حضرت نے چیچہ وطنی جانا تھا اس لئے پانچ بجے اپنا خطاب ختم کیا۔ لوگ تو ابھی اور بہت کچھ حضرت کی زبان سے سننے کے مشتاق تھے لیکن حضرت بھی مجبور تھے۔ اس طرح پہلا اجلاس ختم ہوا۔

دوسرا پروگرام نماز عشاء کے بعد شروع ہوا۔ مولانا محمد رفیق صاحب نے مولانا محمد اشرف شاد آف چشتیاں سے گذارش کی کہ ان کی جگہ اسٹیج

سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیں۔ شاہ صاحب اب سٹیج سنبھالے ہوئے ہیں اور آپ نے بڑے جچے تلے انداز میں اکابرین دیوبند کے کارہائے نمایاں کا ذکر کیا۔ انہیں فوراً خیال آیا کہ میں نے سٹیج کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا ہے۔

اس کے بعد ہفت روزہ خدام الدین کے ایڈیٹر جناب سعید الرحمٰن علوی صاحب آئے۔ علوی صاحب کے پرجوش و پرمغز خطاب نے سامعین کے دلوں کو گرما دیا۔ آپ نے فرمایا کہ قوم کو اپنے محسنوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے جنہوں نے ملک و ملت کی آزادی کے لئے ان گنت قربانیاں دیں لیکن افسوس کہ آج چند ناعاقبت اندیش ان اکابرین پر کیچڑ اچھال رہے ہیں۔ آپ نے مولانا ابوالکلام آزادؒ کی خدمات پر انہیں خراج عقیدت پیش کیا۔

بعد ازاں جمعیت علماء اسلام پنجاب کے جنرل سیکرٹری جناب قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ نے خطاب فرمایا کہ دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ حق ہی سربلند ہوتا ہے اور باطل طاقتیں جو حق کو ختم کرنے کے پروگرام بناتی ہیں وہ خود ختم ہو جاتی ہیں۔ انجام کار حق سرخرو ہوتا ہے اور باطل ذلیل و خوار۔ اپنے پروگرام میں ثابت قدم رہیئے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے حق میں سفارش کو ناپسند فرماتے ہیں اسی طرح جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی سفارش کی تو حکم خداوندی ہوا کہ ظالموں کی سفارش نہیں کرنی چاہیئے۔

اس طرح آج کا پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

یکم اپریل کی صبح درس قرآن مجید حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن مہتمم مدرسہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی نے فرمایا۔ آپ نے ایک گھنٹے کے درس میں عزت علم اور اہمیت علماء کرام پر پر اثر اور مدلل انداز میں حاضرین کا ایمان تازہ فرمایا۔

تیسرا اجلاس بروز ہفتہ یکم اپریل صبح نو بجے شروع ہوا۔ آج پھر سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد رفیق خود انجام دے رہے تھے۔ مولانا خود بھی علاقہ کی ہردلعزیز شخصیت، بہترین خطیب و مقرر ہیں۔ مولانا بشیر احمد شاد چشتیاں کو دعوت دی گئی کہ خطاب فرمائیں۔ مولانا جمعیت کے فعال سرگرم کارکن اچھے مقرر۔ جواں سال جمعیت کے رہنماؤں میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام قبول کر لینے کے بعد اس پر ثابت قدم رہنے والی قوم ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسی جذبہ و استقلال کے ساتھ ظلم و بربریت کا مقابلہ کیا اور دنیا میں دور دور تک اسلام کی روشنی کو پھیلایا۔ اسی طرح برصغیر میں بھی علماء و مشائخ نے ان کے نقش قدم پر چل کر گرانقدر دینی و علمی خدمات سرانجام دیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ حضرۃ مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبید اللہ سندھیؒ اور مولانا ابوالکلام آزاد کی خدمات ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ بعد ازاں اجلاس سے مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوری نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "اسلام عدل و انصاف کا علمبردار ہے اس میں غریب امیر کا کوئی فرق نہیں خود نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ اگر فاطمہ بنت محمد صلعم (نعوذ باللہ) بھی چوری کرتیں تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا اس لئے کسی آدمی کے بڑا ہونے کی وجہ سے اس کے جرم میں تخفیف نہیں کی جا سکتی۔

قاری اللہ یار نے توحید پر روشنی ڈالی اور زور دیا کہ جو قوم اپنے پروردگار سے تعلق رکھ کر اس کی نصرت پر یقین رکھتی ہے وہ ہمیشہ کامیابی سے ہمکنار رہتی ہے۔

تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ منظور احمد شاہ نے مسئلہ ختم نبوت پر روشنی ڈالی اس طرح تیسرا اجلاس ختم ہوا۔

چوتھا اجلاس بعد نماز ظہر شروع ہوا خطیب اسلام قاری محمد حنیف نے اپنے خاص انداز میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام کو اس دین کی اشاعت میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن آج ہمارا دین پر کچھ خرچ نہیں ہوا اس لئے ہمیں دین کی قدر و منزلت کا احساس نہیں۔ صحابہ کرامؓ نے ناموس دین کے لئے جو عظیم قربانیاں پیش کیں وہ تاریخ اسلام کا حصہ ہیں۔

پانچواں اجلاس بعد نماز عشاء شروع ہوا۔

اس اجلاس کے اہم مقرر پاکستان قومی اتحاد پنجاب کے جنرل سیکرٹری اور جمعیت کے مرکزی رہنما جناب مولانا زاہد الراشدی نے پرجوش انداز میں خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ جو لوگ آج نظام شریعت پر تنقید کرتے ہیں کہ ترقی یافتہ دور میں چودہ سو سال قبل کا نظام ہمارے مسائل کا حل پیش کرنے سے قاصر ہے حالانکہ احتراز کرنے والے آج خود گورے کالے کی جنگ میں مبتلا ہیں۔

بعد ازاں سید عبدالمجید ندیم نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا۔ اس لئے یہاں اسلامی نظام نافذ ہونا چاہیئے انہوں نے عبوری حکومت کو بھٹو کے قاتلوں کو پھانسی پر لٹکانے پر خراج تحسین پیش کیا۔

جلسے کے آخری دن مولانا حبیب الرحمٰن درخواستی نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تفصیلاً تقریر کی اور لوگوں کو اپنی زندگیاں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ کے مطابق ڈھالنے کی تلقین کی۔ اس کے بعد مولانا سلیمان طارق تشریف لائے۔ ان کی تقریر رنگا رنگ اور دلچسپ ہوتی ہے۔ آج انہوں نے استقامت دین پر روشنی ڈالی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا عبدالرحیم اشعر نے مجلس کے اغراض و مقاصد اور رد مرزائیت کے سلسلہ میں کی گئی کوششوں کا اجمالی خاکہ پیش کیا اور اس جلسہ کے آخری مقرر مولانا لقمان علی پوری تھے۔ وہ بعد نماز ظہر سٹیج پر تشریف لائے۔ انہوں نے ظلم اور حق کا تقابلی جائزہ پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ ظلم آخر کار ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔ آپ نے سامعین کو دامے درمے سخنے قدمے ساتھ دینے کا ذکر کیا۔

مولانا رفیق صاحب نے جلسہ کے اختتام کا اعلان کیا، سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ دعاء کے بعد لوگ مرجھائے چہرے سے اپنے گھروں کی طرف جا رہے تھے جیسے ان کی کوئی قیمتی چیز کھو گئی ہو، کیونکہ جتنے روز جلسہ رہتا ہے وہ علماء و مشائخ کے قریب رہتے ہیں اور اب ان سے جدائی ہو رہی ہے۔



ملتان کے لیل و نہار — **محمد یعقوب شیخ**

مارشل لاء کی پیداوار بھٹو اب جمہوریت کا چیمپئن بننا چاہتا ہے

مفسد اور شریر آدمی کو قتل کرنا واجب ہے: مولانا مفتی محمود

اسلام میں پارٹی بندی کی گنجائش نہیں

سیاسی پارٹیوں کی شمولیت کے بغیر انتخابات کرائے جائیں: شاہ بلیغ الدین

قائد محترم جناب مفتی محمود صاحب ۲۴ مارچ بروز جمعہ لاہور سے بذریعہ کار ملتان تشریف لائے۔ مدرسہ قاسم العلوم کی جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھائی۔ تھوڑا سا آرام کیا اور پھر حسب عادت بعد نماز عصر طلباء کرام اور احباب سے تبادلۂ خیال کی مجلس میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ اخبارات میں یہ عجیب بحث شروع ہو گئی ہے، ہائی کورٹ کے فیصلے پر بھی رائے زنی شروع ہو گئی ہے۔

حالانکہ یہ ایک کرمنل کیس ہے۔ احمد رضا قصوری نے ایف آئی آر درج کرائی تو اس بات پر اصرار کیا کہ میرے باپ کا اصل قاتل ذوالفقار علی بھٹو ہے۔ پہلے تو پولیس نے پرچہ درج کرنے پر احتراز کیا مگر بعد میں پرچہ درج کر لیا گیا۔

بھٹو صاحب نے خیال کیا کہ میری حکومت کو کون ختم کر سکتا ہے۔ انہوں نے اس پرچہ پر کوئی کارروائی تک نہ ہونے دی۔ ان کی حماقت پر قدرت خندہ زن تھی۔ وقت آیا کہ وہ پرچہ جو خود بھٹو حکومت میں درج ہوا تھا، ہائی کورٹ میں زیرِ سماعت آگیا۔

ہائی کورٹ نے بڑی تفصیل سے سماعت فرمائی ملزمان کو صفائی کا موقع دیا اور پھر اتفاق رائے سے فیصلہ لکھا۔ جو لوگ اس فیصلے پر تنقید کرتے ہیں وہ توہین عدالت کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ یحییٰ بختیار کا بیان صراحتاً مداخلت اور توہین عدالت ہے۔ مولانا احتشام الحق بھی عجیب آدمی ہیں، وہ اسلام کی بات کرتے ہیں۔ جو شخص مفسد ہو۔ شریر ہو اسے مقدمہ چلائے بغیر بھی قتل کرنا اسلامی ریاست پر واجب ہے تاکہ شر اور فساد ختم ہو، مقدمہ چلانا ضروری نہیں۔

پپو کیس اور بھٹو:

جس طرح پپو کیس میں سرعام مجرموں کو پھانسی دی گئی ہے اسی طرح کا معاملہ سابق وزیر اعظم صاحب کا ہے۔ اگر ہمارے دوست ممالک نے پپو کیس میں ملوث مجرموں کے لئے اپیل نہیں کی تو اسی اصول کے پیش نظر اس معاملہ میں بھی اپیل نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ مقدمہ نہ جرنیلوں نے چلایا اور نہ پی۔ این۔ اے نے۔ انتقامی کیس تب ہوتا جب جرنیل کوئی نیا مقدمہ بناتے۔ یہ تو خود سابق وزیر اعظم صاحب کے دورِ اقتدار میں کیس رجسٹرڈ ہوا تھا۔ لوگوں کے جذبات سے فائدہ اٹھانے کے لئے بھٹو صاحب فرماتے ہیں "سندھ میرا جسم ہے پنجاب روح، بلوچستان غیرت اور سرحد میری بہادری ہے۔"

سرحد اور بلوچستان سے جو سلوک انہوں نے کیا وہ کون نہیں جانتا۔ لیاقت باغ کا قتل عام۔ بلوچستان میں فوج کشی۔ مولانا شمس الدین شہید اور عبدالصمد اچکزئی کو کس بیدردی سے قتل کرایا گیا۔ نوجوانوں کے ساتھ انتہائی بے رحمی کا برتاؤ کیا گیا۔

قومی حکومت میں شمولیت:

جہاں تک قومی حکومت میں شمولیت کا مسئلہ ہے، کئی بار تحریراً بھی اور زبانی بھی شمولیت کی دعوت ہمیں ملی ہے۔ اگر ہم جلد بازی میں کوئی اقدام کرنا نہیں چاہتے۔ اگر حکومت نے ہمارے بنیادی مطالبات تسلیم کر لئے تو پھر اس مسئلہ پر غور ممکن ہے۔ ہم حکومت کے کسی غلط کام کی تائید نہیں کر سکتے۔ حکومت سے ہمارا کوئی تعلق نہیں سوائے اس کے کہ حکومت سے ہماری لڑائی بھی نہیں ہے۔

اہلیت کا مسئلہ:

ایک صاحب بہت اصرار کر رہے تھے کہ انتخابات میں اہلیت کو ضروری قرار دیا جائے۔ اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر اہلیت کی شرط لگا دی جائے تو عوام کی رائے، انتخاب اور پولنگ بے معنی ہو کر رہ جائیں گے۔

کسی شخص کی اہلیت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اسے عوام کی اکثریت حاصل ہو البتہ عوام میں شعور پیدا کیا جائے کہ زیادہ سے زیادہ اہل لوگ منتخب ہوں۔

ہمارے ہاں انتخابات بار بار نہیں ہوئے۔ اگر وقت مقررہ پر انتخابات ہوتے تو لوگ بہتر شعور کے مالک ہوتے۔ ہمارے ہاں تو حال یہ ہے کہ ایک شخص جس نے ساری عمر مارشل لاء کی تائید کی، یحییٰ خان کے مارشل لاء میں وزارت کا

بقیہ ص ۱۴

حلف اٹھایا وہ آج جمہوریت کا چیمپین بن گیا۔ میں کہتا ہوں کہ بھٹو تو پیداوار ہی مارشل لاء کی ہے۔ ایک سویلین مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بن بیٹھا۔

ہمارے ہمسایہ ملک انڈیا میں بار بار انتخاب ہوئے۔ ملک کی وزیراعظم الیکشن ہار گئیں۔ ہمارے ہاں یہ تصور بھی ممکن نہیں۔

غیر نمائندہ حکومتیں:

ہمارے ہاں انتخابات ہوتے ہیں۔ ایک سیٹ پر کئی کئی نمائندگی کے دعویدار کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اکثر بیس۔ تیس فیصد ووٹ حاصل کرنے والے جیت جاتے ہیں۔ پارلیمنٹ میں ایسے غیر اکثریتی نمائندوں کی کثرت ہوتی ہے۔ اس لئے اکثریت کی مرضی کے خلاف حکومت چلتی رہتی ہے۔ ہمارے ہاں نقل کی جاتی ہے برطانیہ اور امریکہ کی۔ ان ممالک میں دو بڑی پارٹیاں ہیں۔ یا تو پارٹیوں کی تعداد کم ہو یا انتخابات جماعتی سطح پر ہوں

پیپلز پارٹی پر پابندی کیوں؟

ایک صاحب نے سوال کیا کہ جس طرح بھٹو نے نیپ پر پابندی لگائی تھی اسی طرح کی پابندی پیپلز پارٹی پر کیوں نہیں لگائی جاتی؟ مفتی صاحب نے بتایا کہ جنرل صاحب غیر جانبدار رہنا چاہتے ہیں حالانکہ یہ انصاف تو نہیں کہ ظالم اور مظلوم کے ساتھ ایک سا برتاؤ کیا جائے

ملکی حالات کے پیش نظر حکومت جو پالیسی اختیار کئے ہوئے ہے اس سے "پی۔ این۔ اے" کی سرگرمیاں بھی متاثر ہو رہی ہیں۔

خلافت راشدہ کانفرنس ڈیرہ اسماعیل خان میں شرکت ہونے کے لئے ممتاز خطیب شاہ بلیغ الدین ۲۵ مارچ ۹ بجے صبح کراچی سے ملتان پہنچے۔ مجلس تحفظ حقوق اہلسنت کی طرف سے خواجہ محمد افضل حق۔ حاجی عبدالحمید۔ قاری محمد ادریس۔ شیخ محمد یعقوب اور حافظ منظور احمد نے ہوائی اڈہ پر شاہ صاحب کا خیر مقدم کیا۔

ہوشیانہ ہوٹل ملتان میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے شاہ بلیغ الدین نے کہا کہ اسلام میں اپوزیشن کا تصور نہیں۔ بالغ رائے دہی کا موجود

نظام اسلامی نظام کے مطابق ہے۔ صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ سینئر وزیر تھے۔ مجلس وزراء بھی تھی مجلس شوریٰ بھی۔ مگر دوسری پارٹی کوئی نہ تھی۔

اسلام کی مجلس شوریٰ میں ایک شخص ایک وقت میں حکومت کے حق میں ووٹ دیتا ہے اور دوسرے وقت یہی شخص مخالف ووٹ دیتا ہے۔ پارٹی بندی کی اسلام میں گنجائش نہیں۔ میں اس کے حق میں ہوں کہ سیاسی جماعتوں کی شمولیت کے بغیر انتخابات کرائے جائیں۔

جمہوریت اور ملوکیت:

موجودہ جمہوریت کوئی الہامی نظام نہیں۔ قرآن نے کئی بادشاہوں کا ذکر کیا ہے۔ حضرت یوسفؑ کا ذکر ہے، حضرت سلیمانؑ کا ذکر ہے، حضرت داؤدؑ کا ذکر ہے، یہ نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی۔

بعض معروف مصنفین نے ملوکیت کی مخالفت میں اپنا زور صرف کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے ایک اچھا بادشاہ بھی اسلامی حکومت چلا سکتا ہے۔ اسلام نے کوئی طریقِ انتخاب مقرر کیا ہی نہیں۔ ثقیفہ بنی سعد میں جو اجتماع تھا اس نے بالغ رائے دہی کی بنیاد پر خلیفہ کا انتخاب کیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی عدالت میں ایک ایک کو بلا کر مشورہ کیا اور حضرت عمر فاروقؓ کو خلیفہ بنائے جانے کا اعلان کر دیا۔ اس طرح صدیق اکبرؓ حق رائے دہی کی بنیاد پر خلیفہ بنے تو حضرت عمرؓ دوسرے طریقہ پر خلیفہ بنائے گئے اور پھر حضرت عمرؓ نے اس دائرے کو صرف چھ آدمیوں میں محدود کر دیا۔

اس طرح اسلام نے نظامِ حکومت کے مسئلہ پر بہت آزادی دی ہے تاکہ ہر زمانے کے لوگ اپنے حالات کے مطابق حکومت بنا سکیں۔

اسلام اسے بالکل پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص اپنے لئے ووٹ طلب کرے۔ ووٹ طلب کرنے کا موجودہ طریق کار اسلام کے مطابق نہیں اور نہ کسی شخص کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ گروپ۔ پارٹی اور اپنے حمائتیوں کا گروہ الگ بنائے۔ اسلامی اجتماعیت میں سب برابر اور سب کے ساتھ مساوات کا سلوک ضروری ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ ایک عظیم ریاست کے معمار تھے

حضرت معاویہؓ اپنے وقت کے مہدی تھے

اسلام کے اصول غیر متبدل ہیں

۲۷ مارچ شام کے تقریباً پانچ بجے اطلاع ملی کہ شاہ بلیغ الدین کراچی کی پرواز کینسل ہو جانے کی وجہ سے ہوٹل شیزان میں قیام فرما ہیں۔ بعد عصر چند اصحاب ہوٹل پہنچ گئے۔ دیر تک ادب، تاریخ اور نظام اسلام پر گفتگو ہوتی رہی۔ پروگرام یہ طے پایا کہ صبح نو بجے دارالحدیث مدرسہ قاسم العلوم میں مختصر خطاب ہو جائے۔

دارالحدیث مدرسہ قاسم العلوم میں اساتذہ کرام اور بزم شیخ الہندؒ کے کارکنوں نے شاہ صاحب کا خیر مقدم کیا۔ شاہ بلیغ الدین نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ روئے زمین پر وہ ٹکڑا جو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تعمیر ہوتے وقت تعمیر کیا گیا تھا اسلام کی پہلی یونیورسٹی ثابت ہوا۔ اس درسگاہ کے پرنسپل عبادہ ابن ثابت تھے۔

دنیا کا پہلا میثاق:

وہ معاہدہ ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر یہودیوں سے تحریر کیا۔ اور چند گلیوں پر مشتمل ایک اسلامی مملکت کی بنیاد رکھی۔ اس زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان پر تشریف رکھتے تھے۔ پھر وقت آیا کہ ۲۷۵ مربع میل یومیہ کے حساب سے اسلامی مملکت پھیلتی گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دس لاکھ مربع میل علاقہ فتح ہو چکا تھا۔ وظائف جاری کرنے کے لئے جو مردم شماری کرائی گئی یہ تعداد چوالیس لاکھ تھی۔

دولت علم:

علم انبیاء کی میراث ہے اور مسلمانوں کی چھوٹی ہوئی دولت۔ مسلمان تسخیر کائنات کرنے والا ہے۔ دینی مدارس سے پڑھ کر نکلنے والا ہر طالب علم امین ہے، وارث ہے۔ اس کی ذمہ داری ہے کہ علم کی شمع کو فروزاں کرے۔ علم عسکری ہو سیاسی ہو، اخلاقی یا معاشی ہو ہر حال میں آپ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگنا ہے۔

فرائض اسلام اور نماز کے بعد سب سے اہم معاملہ حلال ہے۔ مرشد کا کام یہ نہیں کہ دن رات ذکر تسبیح میں پابند کردے۔

آپ پر بہت ذمہ داریاں ہیں، بہت مسائل ہیں، کانٹوں سے بچ کر راستے پر چلنا ہے۔ بادشاہوں کے تخت و تاج علم کے قدموں میں آ گئے۔ ذرا ظہیر الدین بابر کو دیکھو، محمد بن تغلق کو پڑھو۔ صدیق اکبر کے خلوص کا حال یہ ہے کہ جب اسلام قبول کیا چالیس ہزار درم کے مالک تھے، جب ہجرت کی تو صرف چار ہزار باقی تھے۔ کسی چیز کی پرواہ نہ کرو۔ جان کی کوئی اہمیت نہیں۔ اسلام کے جانثار ہتھیلیوں پر سر رکھ کر نکلے۔ اسلامی مملکت سے پاکیزہ تر معاشرہ چشم فلک نے آج تک نہیں دیکھا اس لئے کہ اسلام کا علم فلسفہ ابدی ہے، قرآن کا کوئی حکم ایسا نہیں جس پر عمل ناممکن یا مشکل ہو۔

اسلام ایک زندگی کی تعلیم دیتا ہے یہ نہیں کہ عبادت کے لئے اندھے کنوئیں میں لٹکو یا گنگا کنارے آلتی پالتی مارے بیٹھے رہو، یا بیوی بچوں کو چھوڑ دو۔ جن لوگوں نے قرآن کا علم حاصل کیا ان کو بڑی عزت ملی، بلندی ملی۔ یہ آج کل کے سجادہ نشینوں کو نہ دیکھو جو دو۔ دو کوڑیوں میں بک رہے ہیں ایسے مولویوں کی طرف بھی نگاہ نہ اٹھاؤ جو ایوب خان کے ہاتھ بک گئے اور جو ذوالفقار علی بھٹو کے حاشیہ نشین بنے رہے۔

ان کی طرف دیکھو جو ہر غلط کار کے سامنے ڈٹ گئے۔ مجدد الف ثانی۔ قاسم نانوتوی کے کردار و عمل کو اپناؤ۔ ان کے وارث بنو۔ اللہ کی نصرت پر نظر رکھو۔ کبھی دنیوی یا مادی ضروریات کا فریب نہ کھاؤ۔ ہم نے اپنی کثرت پر ناز کیا ترانوے ہزار قیدی بنے۔ اسلامی مملکت دولخت ہوئی۔ یہ اس لئے ہوا کہ ڈوریاں دوسری جگہ سے کھینچ رہی تھیں۔ فوج کے حاکم شرابی تھے۔ فاسق تھے، فاجر تھے، بدکردار اور عیاش تھے۔

حجاج بن یوسف:

مسلمانوں کے حاکم فوج کا کمانڈر ان چیف گورنر۔ صدر مملکت مکلف ہے کہ خود نماز پڑھائے۔ حجاج بن یوسف جسکو تاریخ نے ظالم اور جابر حکمران کے رنگ میں پیش کیا ہے، اس کے خطوط جو محفوظ ہیں ان میں بار بار تاکید ہے کہ مجاہدوں کو پانچ وقت نماز باقاعدگی سے پڑھائی جائے۔

فوج کے اعلیٰ حکام گھوم پھر کر جائزہ لیں کہ مجاہد رات کو عبادت کرتے ہیں یا نہیں۔ جب یہ بازار جائیں تو کثرت سے لاحول پڑھیں۔

امیر لشکر عیش و طرب میں نہیں عبادت الٰہی میں مشغول رہیں۔ یہ ایمان کی جوت جگائیں یہ حجاج بن یوسف بارہویں خلیفہ تھے بنو امیہ کے۔

کوفہ اور بنو امیہ:

جب اسلامی مملکت کی سرحدیں دور دور تک پھیل گئیں تو ان کی حفاظت کے لئے جو اقدامات کئے گئے ان میں سے یہ ایک یہ بھی تھا کہ سرحد پر پانچ ہزار گھڑسوار متعین کئے گئے۔ اس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کوفہ آباد ہوا۔ عساکر اسلام کی اتنی بڑی تعداد کو ضروریات زندگی درکار تھیں۔ مجوسی۔ نصاریٰ۔ یہودی بھاگے بھاگے آئے اور اس نئی بستی پر قبضہ کر لیا۔ مسلمان سپاہی تھے اور یہ تاجر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہی ان اقوام باطل کو احساس ہوا کہ طاقت سے مسلمانوں کا مقابلہ ممکن نہیں دھوکہ اور تدبیر سے مسلمانوں کا راستہ روکا جائے۔ کوفہ کے یہودیوں نے اس تحریک کو منظم کیا۔ ان کا نعرہ یہ تھا کہ خلافت اہل بیت کا حق ہے۔ روم میں دیکھو، فارس میں دیکھو، ہر جگہ باپ کے بعد بیٹا وارث ہوتا ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہونا چاہیئے۔ آہستہ آہستہ یہ زہر پھیلتا گیا۔ کوفیوں کے مزاج میں فریب اور منافقت رچی ہوئی تھی۔ یہ سبائی دم بھرتے تھے اور رس گھولتے تھے ہمنوائی اہلبیت کی اور بنو ہاشم کی۔

حضرت عثمان ذالنورین رضؓ:

صدیق اکبرؓ امام اولیاء تھے تو حضرت عمر فاروقؓ ایک عظیم اسلامی ریاست کے معمار تھے اور حضرت عثمانؓ کی حیثیت اسرار نبوت کی تھی۔ عیسائیوں نے یورش کی تو آپ نے دو فیصلے کئے، ایک خلافت کی عبا نہ اتارنا دوسرے مسلمانوں کے خون سے ہاتھ نہ رنگنا۔ صحابہ کی بہت بڑی تعداد آئی۔ مشورہ دیا کہ بلوائیوں سے جنگ کرنے کی اجازت دیں مگر حضرت عثمانؓ نے سختی سے انکار کر دیا۔

اگر شہادت ہی کی بات ہے تو سب سے بڑی اور مظلوم شہادت حضرت عثمان ذالنورین کی ہے پانی بھائیوں نے بند کیا حضرت عثمان پر اور بھائی مورخوں نے لکھ دیا نام کربلا کا۔ حضرت زینبؓ محبوب ترین بیٹی ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مگر خطبہ میں نام صرف حضرت فاطمہ کا۔ کوئی ہے جو اس خطبہ کو بدل دے۔ قرآن پاک کو ماننے سے انکار کیا جا رہا ہے اس لئے کہ اس کی اشاعت حضرت عثمانؓ کے مبارک دور میں ہوئی۔

حضرت امیر معاویہؓ:

حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت معاویہؓ کا زمانہ ایڈمنسٹریشن کے لحاظ سے ممتاز ہے حضرت معاویہؓ اپنے وقت کے مہدی تھے۔ نبی پاک صلی اللہ

عبدالصمد صارم الازہری

تخلیقِ کائنات میں کائنات کا حصہ!



یوں تو سب کچھ اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے مگر اللہ تعالےٰ نے اس عالم کو عالمِ اسباب بنایا ہے کوئی چیز بغیر سبب کے پیدا نہیں ہوتی۔ عام طور پر حیوانات کی تخلیق ایک جوڑے سے ہوتی ہے۔ نباتات کی تخم یا قلم وغیرہ سے، مگر یہ خودرو بیل بوٹے گھاس پات اور درخت کیسے پیدا ہوتے ہیں؟ یہ خودرو گھاس جو اس مقام پر پیدا ہوئی، کیوں اور کیسے پیدا ہوئی؟ یہاں اس کی جگہ دوسری قسم کی گھاس یا درخت پیدا کیوں نہ ہوا، اور ایسی خودرو گھاس اس ملک میں کیوں پیدا ہوتی ہے، کسی دوسرے ملک میں ایسی گھاس کیوں پیدا نہیں ہوتی، اس کی نمود زمین کے اندر کب اور کیوں اور کن حالات میں ہوئی، پھر اس نے زمین کے جگر کو چیر کر باہر قدم کیسے رکھا، اور اس شکل و صورت یا ان پھولوں پتیوں کے ساتھ کیوں نمودار ہوئی۔ یہ ایسے سوالات ہیں، اگر غور کیا جائے تو دماغ چکرا جاتا ہے۔ نباتات اور درخت ہی نہیں بعض حیوانات بھی بغیر ماں باپ، تخم، انڈے یا قلم وغیرہ کے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ کیسے پیدا ہوتے ہیں، انہیں موجودہ شکل کیسے اور کیوں حاصل ہوتی ہے، زمین پر پڑے ہوئے کوڑے میں یہ خاص قسم کے جانور کیسے پیدا ہوئے؟ اسی شکل کے کیوں پیدا ہوئے دوسری شکل کے پیدا کیوں نہ ہوئے، پردار کیوں بنے، بے پر کے کیوں نہ بنے، ڈنک والے کیوں ہوئے، بے ڈنک والے کیوں نہ ہوئے پانی کے اندر جو جانور یا گھاس پات پیدا ہوئے وہ ایسے کیوں نہ ہوئے جیسے خشکی پر ہیں، یا جیسے خشکی پر ہیں ایسے تری میں کیوں نہ ہوئے، پھر یہ کہ جس قسم کے جانور کیڑے اور مکوڑے مغرب میں پیدا ہوتے ہیں مشرق میں ویسے کیوں پیدا نہیں ہوتے اور جیسے پہاڑوں پر پیدا ہوتے ہیں جنگلوں میں کیوں نہیں ہوتے؟ جو پھول بوٹے پہاڑوں پر ازخود پیدا ہو جاتے ہیں ترائی میں کیوں نہیں پیدا ہوتے اور جو خودرو پھول دار بوٹا اس پہاڑی مقام پر پیدا ہوا اسی جیسا ایک گز کے فاصلے پر دوسرا پیدا کیوں نہ ہوا۔ اس کے پھول پتے کیوں مختلف ہیں۔ جگہ ایک ہے، مقام ایک ہے فضا ایک ہے غرض سب کچھ ایک ہے تو پھر یہ اختلاف کیوں؟

کہیں بھورے رنگ کے ریچھ پیدا ہوتے ہیں تو کہیں کالے رنگ کے، کہیں چھوٹے قد کے کہیں بڑے قد کے، کہیں شیر پایا جاتا ہے تو کہیں صرف بھیڑیے، کسی ملک کے انسان پست قد، کسی ملک کے دراز قد، کسی اقلیم کے کالے کسی کے گورے، کہیں کے چپٹی ناک والے، کہیں کے اونچی ناک والے، کسی جگہ کے انسان بہادر، کسی جگہ کے بزدل، کہیں کے توانا کہیں کے کمزور، کسی ملک کے لوگوں کی آنکھیں چینیوں جیسی تو کسی کی ترکیوں جیسی، الغرض بھانت بھانت کی دنیا ہے مگر ایسا کیوں ہے ـ؟

یہ گھاس جو اس مقام پر پیدا ہوئی، زمین کے اندر کیا اسباب پیدا ہوئے کہ اس کی نمود ہوئی، اس کی ایک خاص طبیعت اور مزاج کیوں اور کیسے بنا؟ اس کا پھول اس رنگ کا اور اس وضع قطع کا کیوں ہوا، اس کی پتی ایسے تراش خراش کی کیوں ہوئی۔ یہ زمین پر پھیلی کیوں؟ سیدھی کھڑی کیوں نہ ہوئی؟ اس کی بیل اتنی لمبی کیوں ہوئی، اس کی بیل میں چھوٹی چھوٹی گرہیں اور تقطیعات کیوں پیدا ہوئیں؟ یہ گرمی سے کیوں متاثر ہوتی ہے؟ سردی سے کیوں خوش ہوتی ہے؟ اس کی جگہ دوسری قسم کی گھاس کیوں پیدا نہ ہوئی اور ایسی گھاس کیوں پیدا نہ ہوئی جو دوسرے اقلیموں میں پیدا ہوتی ہے اور اس موسم میں کیوں پیدا ہوئی دوسرے موسم میں کیوں پیدا نہیں ہوئی؟ اس قسم کے سینکڑوں سوالات ہیں جو ایک گھاس کے پودے کو دیکھ کر پیدا ہوتے ہیں۔ عام طور پر لوگ یہ کہہ کر اور سن کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ یہ گھاس خودرو ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ خودرو کیوں ہے؟ کس وقت خودرو بنی؟ دنیا میں جب اس کا پہلی پہل ظہور ہوا تو کیسے ہوا اور ایک خاص موسم میں ہر سال اس کا ظہور کیوں ہوتا ہے۔ خودرو کا کیا مطلب ہے، کیا یہ اپنے اختیار و ارادہ سے خودرو ہے، یا کسی امرِ مجبوری سے خودرو ہے؟ اگر کسی امرِ مجبوری سے خودرو ہے تو پھر خودرو نہ ہوئی اور اگر اپنے اختیار سے خودرو ہے تو دوسری اقلیم یا دوسرے مقام پر کیوں پیدا نہ ہو گئی۔

یہ پتھر جو آپ کے سامنے پڑا ہے، کب اور

کیسے بنا؟ یہ کالا کیوں ہے؟ یہ پتھر کیوں بنا؟ درخت کیوں نہ بنا؟ یہ سخت کیوں ہے؟ اس میں لوہے کے لئے کشش کیوں ہے؟ یہ زمرد کیوں نہ بنا؟ یہ اتنا بڑا یا چھوٹا کیوں ہوا، اس کی شکل ایسے کیوں ہوئی؟

کائنات کی ہر چیز کے بارے میں اس قسم کے سوالات پیدا ہو سکتے ہیں مگر ہم یہ کہہ کر مطمئن ہو جاتے کہ "یہ خود رو گھاس ہے، یہ کیڑے مکوڑے از خود پیدا ہو جاتے ہیں، پتھروں کے یہ رنگ قدرتی ہیں"۔ مگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ تخلیق کائنات میں خود کائنات کا بڑا بھاری حصہ ہے، گو خالق کائنات تو وہی ایک ہے مگر وہ بغیر سبب کے کچھ نہیں کرتا۔

مثال کے طور پر اس خود رو گھاس ہی کو لیجئے اس کی تخلیق میں جغرافیائی حالات کو بڑا دخل ہے، ظاہر ہے ایسی خود رو گھاس عرب کے چٹیل میدان میں پیدا نہیں ہوتی کیونکہ وہاں کی زمین سنگلاخ ہے قوتِ نمو سے محروم ہے اس لئے کہ پانی اور نمی سے محروم ہے، وہاں کی مٹی میں یہ طاقت نہیں کہ وہ کسی کو پیدا کر سکے۔ تمازتِ آفتاب نے اس کی قوت نامیہ کو پھونک کر رکھ دیا اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے اس کے اندر رطوبت نہیں ہے جس سے کچھ پیدا ہو سکے اور پھر پیدا ہو کر زمین سے خوراک حاصل کر سکے۔ کچھ ہوا اور فضا کو بھی تخلیق کائنات میں دخل ہے مثلاً جیسی گھاس ہمارے ملک میں پیدا ہوتی ہے دوسرے ملکوں میں اس طرح کی نہیں ہوتی۔ یہ اختلاف شمس و قمر کی گردش و نور، آب و ہوا اور جغرافیائی حالات کی وجہ سے ہے۔ پہاڑوں پر بڑی اچھی اچھی خوبصورت گھاس مختلف رنگ کی پیدا ہوتی ہے اور طرح طرح کے پھولوں سے آراستہ ہوتی ہے۔ نشیبی علاقوں میں ایسی گھاسوں کی فراوانی نہیں ہے۔ معلوم ہوا پہاڑ کی سرزمین اور ہلکی پھلکی صاف ستھری ہوا کو پھولدار نباتات کی پیدائش میں دخل ہے، ہوا کی خنکی۔ لطافت، زمین کی سردی وغیرہ سے رنگ برنگ کے پھول پیدا ہوتے ہیں اور ایسے مقامات پر سورج اور چاند کی کرنیں اپنا رنگ چڑھاتی ہیں۔ جانوروں کی پیدائش، رنگ و شکل، ضعف و قوت میں بھی جغرافیائی حالات کو دخل ہوتا ہے کہیں کے سانپ زیادہ زہریلے ہوتے ہیں کہیں کے کم تو ایسا اس سرزمین اور اس کی فضا کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پہاڑوں پر شیر، ریچھ، چیتے وغیرہ پیدا ہوتے تو یہ وہاں کے ماحول کے تحت ایسا ہوا۔ بعض ملکوں میں خاص خاص جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں جو عجیب و غریب دوائی اثرات کی حامل ہوتی ہیں۔ ان کی یہ تاثیر دراصل وہاں کی سرزمین، آب و ہوا اور سورج چاند ستاروں کی روشنیوں کے سبب سے ہوتی ہیں۔

کہیں ہر وقت بادل جمع رہتے ہیں۔ اس مقام پر بادلوں کا اجتماع یا پیدائش یا بخارات بحری کا ٹھنڈا ہو جانا، اس مقام کی بلندی و خنکی کی وجہ سے ہوتا ہے تو گویا بادلوں کی پیدائش میں کائنات کا حصہ ہوا۔

آدمی نے گوشت کھایا تو انسان پیدا ہوا شیر نے بھی وہی گوشت کھایا تو شیر پیدا ہوا، کیوں؟ اس لئے کہ جسم انسانی نے اس گوشت سے انسانی نطفہ پیدا کیا اور شیر کے اعضاء تناسل نے شیر کا نطفہ پیدا کیا۔ خوراک ایک ہے لیکن مشین کے اختلاف سے ماحصل میں اختلاف ہو گیا۔ اس انسان اور شیر کی پیدائش میں انسان اور شیر کے دل و دماغ اور اعضائے تناسل کا حصہ ہے۔

چاند، سورج اور پہاڑوں کے اندرونی پتھر اور وہاں کی فضا کو جواہرات کی پیدائش میں دخل ہے۔ سمندروں کے پانی ان کے جانور اور اندرونی ماحول کو مختلف اشیاء کے پیدا کرنے میں دخل ہے۔ الغرض تخلیق کائنات میں کائنات کا بڑا بھاری حصہ ہے گو خالق ایک ہی ہے۔

سوڈانی و حبشی اور خط استوا کے رہنے والے کالے رنگ کے ہوتے ہیں کیونکہ سورج کی شعاعیں سیدھی پڑتی ہیں۔ آبنوس بھی وہاں کا عمدہ اور خوب کالا ہوتا ہے ہاتھی وغیرہ بھی کالے۔ اس رنگ آمیزی میں بلاشبہ کائنات کا حصہ ہے۔

کشمیریوں کے رنگ زرد ہوتے ہیں، اس سرزمین سے زرد رنگ کو مناسبت ہے لہذا وہاں زعفران بھی پیدا ہوتا ہے تو زرد رنگ کا سیب بھی زردی مائل، اور بھی بہت سی چیزیں زردی لئے ہوتی ہیں۔ اسپین کے زعفران کا رنگ اور باشندوں کے رنگ میں مناسبت ہے۔ اس رنگ آمیزی میں بھی کائنات کا ہاتھ ہے۔

ہندوستانیوں کے چہرے لمبوترے رسیلے وغیرہ کے چوڑے، چینیوں، جاپانیوں، برمیوں اور ویت ناميوں کے زرد رخسار، ایسا اختلاف کائنات کا پیدا کردہ ہے۔ چینیوں کی آنکھیں، ہند ترکیوں کی تنگ، پہاڑیوں کی گڑھے میں، ایرانیوں کی کشادہ، عراقیوں کی ابھری ہوئی، کسی ملک کی سیاہ کسی کی زرد، کسی کی بھوری، کسی کی نیلی یہ سب ملکی فضا کی کارسازیاں ہیں۔ پہاڑیوں کی ناک چپٹی، کشمیریوں اور امریکیوں کی کھڑی مگر نوک بدنما، کسی ملک کی پھڈی، کسی اقلیم کی پھیلی ہوئی کسی ملک کی ستواں، کہیں کی کھڑی کہیں کی پڑی ایسا جغرافیائی حالات سے ہے۔

کہیں کے انسان کشادہ قامت، کہیں کے پست قد، کہیں کے درمیانی تو کہیں کے مختلف قد والے، ایسا آب و ہوا اور ستاروں کے اثرات سے ہے۔ جغرافیائی حالات کا اثر نہ صرف شکل و صورت پر پڑتا ہے بلکہ اخلاق و عادات پر بھی پڑتا ہے مثلاً وہ لوگ جو بے آب و گیاہ سرزمین میں رہتے ہیں سخت و کرخت اخلاق والے ہوتے ہیں اور سرد ملکوں کے باشندے نرم خلق ہوتے ہیں۔ جغرافیائی حالات کا اثر نہ صرف اخلاق و عادات، رہن سہن اور تمدن پر پڑتا ہے بلکہ زبان و بیان پر بھی پڑتا ہے زبانوں کے اختلاف کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ انسانوں کے جبڑے مختلف قسم کے ہیں اور ان کے آلاتِ صوت ایک دوسرے سے جداگانہ ہیں۔

لباسوں کا اختلاف بھی اسی وجہ سے ہے۔ سرد ملک کا انسان بھاری بھرکم لمبے چوڑے اور تہ بر تہ کپڑے پہننے پر مجبور رہے اور گرم ممالک کا باشندہ اس کے خلاف پر مجبور ہے۔

الغرض تخلیق، تنظیم اور تزئین کائنات میں کائنات کا بڑا حصہ ہے گو خالق اور منتظم دراصل ایک ہی ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی

المرسل عبد الرحمٰن جالی النقشبندی جلال پور پیروالہ

تسخیرِ کائنات اور اسلام



الحمد للہ رب العالمین۔ خالق السموت والشمس والقمر والارضین والسلام علی خاتم النبیین محمد صاحب الاسرار والمعراج والایات والبراھین وعلی آلہٖ واصحابہٖ اقاموا رایات الحق والدین اما بعد۔

دین اسلام اور دین اسلام کی آسمانی کتاب قرآن کریم کا بنیادی مقصد انسانیت کی تکمیل ہے یعنی انسان کو درندوں اور حیوانات کی صف سے نکالا جائے اور اس کی ایسی تربیت کی جائے اور ایسے اعلیٰ مکارم اخلاق سے آراستہ کیا جائے کہ دنیا میں باعزت اور پرسکون زندگی سے سرفراز ہو سکے۔ اور اس عظیم الشان محیر العقول کارخانہ قدرت کے خالق و مالک کی خوشنودی حاصل کر سکے۔

وحی آسمانی اور ہدایت و تعلیمات نبوی کا مرکزی نقطہ یہ ہوتا ہے کہ انسان حق تعالیٰ کی جو اس کائنات کا خالق و مالک ہے۔ معرفت تک رسائی کر سکے اور اس تخلیقی نظام کے نتائج پر غور کرے اور اس کے فوائد و منافع اور آثار و ثمرات کو سمجھے اور ان سے فایدہ اٹھا کر شکر بجالائے اور آفاقی و انفسی آیاتِ بینات میں غور و خوض کر کے خالق و مالک کی عظمت و جلال کا گرویدہ ہو جائے اور انسان اپنی قیمت بھی سمجھ لے کہ اس کائناتی نظام کا مقصد انسان کی تکمیل حیات اور خدمت ہے اور اس منعمِ حقیقی کی ان حیرت انگیز نعمتوں بدل و جان شکر ادا کرے، نیز حقائق و معارف کی گہرائیوں تک پہونچ جائے کہ یہ کارخانہ جو اس ملکوتی عجائب قدرت پر مشتمل ہے "بے مقصد تخلیق نہیں، بلکہ کوئی اہم مقصد پیش نظر ہے اور ان دل کی گہرائیوں سے حقیقت کا اعتراف کرے کہ یہ جو انسان کی فانی حیات ہے اس کے لیے ربوبیت کا یہ حیرت افزا نظام وجود میں آیا ہے۔ تا آنکہ وحی الٰہی کا وہ پیغام خداوندی جو حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام سے لے کر تمام انبیاءؑ و رسل جس کی خبر دیتے ہیں کہ یہ دور عبوری دور ہے اور یہ حیات فانی حیات ہے اور اس کے بعد ایک جاودانی زندگی دور ضرور آنے والا ہے۔ اس پیغام کا بدل و جان اعتراف کرے اور یہ کہ ان تمام مظاہر میں قدم قدم پر اس جاودانی زندگی کے روشن دلائل موجود ہیں۔ تا کہ کسی طرح بھی عقل انسانی اس کا انکار نہ کر سکے اور حق تعالیٰ کی حجت پوری ہو جائے۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے انسان کو عقل و ادراک جیسی نعمت عطا فرمائی اور ملکوتی روح سے سرفراز فرمایا جس کے اسرار سربستہ کی عقدہ کشائی سے بیالوجیا (علم الحیوٰۃ والے) بھی حیران اور عاجز ہیں، خصوصاً آج کے دور میں کہ عقل کی ایجادات و اختراعات نے کیسے کیسے حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ تا کہ عقل پرواز کے ان فوق العادت کمالات دیکھ کر اس کے خالق کی عظمت کا اعتراف کیا جائے۔

بلاشبہ عقل کی جتنی پختگی ہوگی اور نسل انسانی اس سے فایدہ اٹھائے گی جدید سے جدید اختراعات وجود میں آئیں گی، بجلی، ٹیلیفون، ٹیلیگراف، ریڈیو، ٹیلی ویژن لاسلکی نظام ہوائی جہاز وغیرہ سینکڑوں عجائبات جو آج کل سامنے آ رہے ہیں۔ تمام عقلی کمالات کے آثار و مظاہر ہیں۔

ہر کہ بیشتر راہ رفت آں راہ دید

ایک سے ایک بڑھ کر عجائبات سامنے آ رہے ہیں عقلی ادراکات اور ایجادات ہی نے آلات تلسکوپیہ اور آلات میکروسکوپیہ کی اختراعات کے بعد اسرار و تخلیق کے کتنے راز ہائے سربستہ کی عقدہ کشائی کی ہے۔ سبحان اللہ العظیم۔

خلاصہ یوں سمجھ لیجیے کہ حق تعالیٰ نے اس دنیا میں جہاں عقلاء، حکماء، فلاسفہ و سائنسدان پیدا کیے۔ ساتھ ہی ساتھ انبیاء و رسل کا سلسلہ بھی جاری فرمایا، تا کہ عقل کی طغیانی حد سے نہ بڑھ جائے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے عہد ہی سے حکماء و عقلاء کا سلسلہ جاری ہو گیا، ادریس علیہ السلام کا عہد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی پہلے ہے۔ اس لحاظ سے وہ تاریخی دور سے بہت پہلے کی شخصیت ہیں تو گویا حکماء کا دور بھی اس وقت سے شروع ہے اور کچھ بعید نہیں کہ انبیاء علیہ السلام کی رہنمائی ہی میں یہ حکماء کام کرتے ہوں گے، لیکن انبیاء کی رہنمائی سے استغنا کیا ہوگا تو ٹھوکریں کھانا شروع ہوں گی۔ منشیات غورث، بطلیموس، پھر وادیٔ بابل و نینویٰ میں حکماء صابئین۔ پھر ہندوستان میں ارجہبد سے لے کر روما و یونان کے سقراط و بقراط، افلاطون و ارسطو ابرخس و ارسطراطیس وغیرہ وغیرہ سینکڑوں حکماء عالم کے گوشے میں پیدا کیے تا کہ ملکوت کے مشاہدات سے کائنات کے اسرار کا انکشاف ہوتا رہے، لیکن حیات بعد الممات کے حقائق کے ادراک سے یہ حکماء و عقلا عاجز رہے۔ اگرچہ یونان کے حکماء نے الٰہیات کی طرف بڑی توجہ دی لیکن ظاہر ہے کہ یہ حقائق عقل کے دائرہ ادراک و امکان سے باہر تھیں، اس لیے ٹھوکریں کھائیں اور ناکام رہے۔

اس کے برعکس انبیاء علیہم السلام کا منصب ان ہی حقائق کو بیان کرنا ہوتا ہے جس کے ادراک سے حکماء عقلاء عاجز رہے ہوں۔ عقل کا دائرہ تحقیقات، مشاہدات و تجربات تک محدود ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ نے عقل کی تخلیق ضرور فرمائی اور اس میں یہ حیرت انگیز صلاحیت بھی رکھی کہ وہ اسرار عالم مادی کی عقدہ کشائی کر سکے۔ لیکن وحی الٰہی کا منصب اور نبوت کا مقام، یعنی الٰہیات اور—

مابعد الطبیعات، نیز عقل وادراک سے بالاتر حقائق الٰہیہ کا دائرہ حکماء کی دسترس سے بالاتجویز فرما دیا۔

بہر حال "دین الاسلام" یا "شریعت الاسلامیہ" نام ہے اس عالمگیر نظام انسانیت کا جس میں تکمیل انسانیت کے کسی گوشے کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ خالق کائنات سے رشتہ ہو یا مخلوق سے اور وہ بھی شخصی زندگی سے متعلق ہو یا اجتماعی زندگی سے، غرض عبادات ہوں یا معاملات خیشت و معاشرت ہو یا احوال و اعمال و اخلاق۔ ان سب کے لیے ایک علمی دستور قرآن کریم اور مقصود رضائے الٰہی ہے اور دنیا کے عبوری دور میں رضائے الٰہی اور تکمیل انسانیت کی جلیل القدر خدمات انجام دے کر ابدالاباد کی نعمتوں اور لازوال حیات طیبہ کا مستحق ہو جائے۔

قرآن حکیم انسانیت کی تکمیل چاہتا ہے اور اس کے لیے اس نے اسلام کے بنیادی اصول و احکام اور اساسی اغراض و مقاصد انتہائی محیر العقول اور معجزانہ اسلوب بیان کے ساتھ واضح کر دیئے۔ ان مقاصد و سلسلہ بیان میں وہ مظاہر قدرت اور آثار قدرت کو بھی اگر بیان کرتا ہے تو اس کا مقصود بھی یہی ہے کہ انسان کے فکری اور اعتقادی پہلوؤں کی تکمیل کی جائے۔ اگر وہ تاریخی حقائق بیان کرتا ہے تو اس کی غرض بھی یہی ہے کہ ان عبرت انگیز وقائع تکوینی اور آیات الٰہیہ سے انسانی بصیرت اور اعتبار کی تربیت و تکمیل کی جائے۔ اگر احکام الٰہیہ کا ذکر ہوگا تو اس کا مقصد بھی یہی ہوگا کہ اشرف المخلوقات انسان کو اکرم المخلوقات بنانے کی تدبیر ہو جائے، ذات و صفات کی توحید و کمال کا بیان ہو، یا اصول و احکام کی تمہید و انضباط۔ ان سب ہی سے انسان کو انسانیت کی معراج تک پہونچا دینا مقصود ہے۔

قرآن کریم نہ تاریخی کتاب ہے کہ محض واقعات کی تفصیل ہی بیان کرتا رہے اور نہ ہی طبعی نوامیس کی تفصیل و بیان پر مشتمل کتاب طبیعات ہے کہ محض عقلی اور ذہنی عیاشی کے افسانوں میں وقت ضائع کرے۔ وہ تاریخ کی روح پیش کرتا ہے اور طبیعات کے فکر و عمل کے نتائج بیان کرتا ہے جس سے توحید الٰہی، خالق و ربوبیت کے حقائق انسان کے دل و دماغ میں پیوست ہوں اور روح کو پاکیزگی حاصل ہو۔ تاکہ وہ نظام عالم میں خلیفۃ اللہ کے منصب اعلیٰ کے تقاضوں کو پورا کرنے کا اہل بن جاتے

قرآن اگر کائنات میں غور کرنے کی دعوت دیتا ہے تو اس کی غرض و غایت یہی ہوتی ہے کہ انسانی ذہن و فکر کے سامنے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا راستہ کھل جائے اور اس غور و فکر بصیرت آموز نتائج سے ایمان بالغیب کی تائید اور پرورش ہو۔ اس لیے کہ ان حقائق کونیہ اور حقائق الٰہیہ میں غور و خوض سے ایمان قوی ہوگا وہ ان کی طرف محض علم و فن کی حیثیت سے کبھی دعوت نہیں دیتا کہ محض فن ہی کو مقصد بنا لیا جائے یا دنیا میں محض برتری یا عالم انسانیت پر پنجۂ استبداد مضبوط کرے۔

قرآن کریم کے بعض جدید مفسرین کو اس سلسلہ میں بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔ انہوں نے موضوعات میں محض قرآنی مباحث کی تفسیر اور ان مباحث کی غرض و غائت بیان کرنے میں بڑے غلو سے کام لیا ہے اور یہ حقیقت ان نگاہوں سے اوجھل ہو گئی ہے کہ قرآن اگر طبیعات میں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے تو اس کا مقصد بھی معرفت الٰہی تک پہونچنا ہے اور اگر کسی جگہ ان طبعی مسائل کو خدمت خلق کا ذریعہ بنایا جائے نہ صرف مال و دولت اور ثروت کا ذریعہ بنایا جائے ظاہر ہے کہ ذات و صفات الٰہی کے بحر بے کراں میں شناوری کا صرف یہی ایک راستہ ہے کہ انسان ان حقائق میں غور کرے۔ تاکہ اس وادی میں ان کے فکر و نظر کی صلاحیتیں زیادہ وسیع ہوں اور ان کے سامنے معرفت الٰہیہ کے نئے نئے باب کھلیں اور جب اس طرح قلب و روح کی تربیت ہو جاتے اور انسانیت کا صحیح شعور بیدار ہو جائے تو عملی دائرہ کا صحیح مقصد بھی خود بخود متعین ہو جاتا ہے۔

اس تمام بحث و تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ الغرض کائنات اور کونیات حق تعالیٰ کے کمالات قدرت اور صفات جلال و جمال کا ایک صحیفہ ہے جس کے مطالعہ سے اور اس میں غور و فکر کرنے سے ایمان میں پختگی پیدا ہوتی ہے اور حیثیت سے طبیعات کے جدید علوم ان اصحاب کے لیے بلاشبہ بصیرت افزا اور بے حد بصیرت افروز ہیں جن کو وحی و الہام اور مکاشفہ کی راہ سے وصول اللہ حاصل نہ ہو۔ معرفت الٰہیہ ان علوم پر منحصر نہیں ہے، بلکہ ظاہر بین اصحاب کے لیے حصول معرفت کا یہی ایک راستہ باقی رہ گیا ہے۔

علمی معارف کے بعد عملی نتائج ہیں اور اس علم و عمل سے حقیقی فواید حاصل کرنے کے لیے صحت مقصد کی ضرورت ہے اور تصحیح مقصد کے لیے ایمان باللہ ایمان بالرسل اور ایمان بالآخرت کے سوا کوئی دوسری راہ نہیں ہے۔ ایمان و یقین سے محرومی اور بے مقصد علم و عمل ہی کی وجہ ہے کہ روس، امریکہ اور یورپ کی قومیں ان سائنسی ترقیات اور محیر العقول ایجادات، واختراعات کے باوجود انسانیت کی صفوں سے نکل کر پوری درندگی کی حدوں تک پہونچ گئی ہیں۔ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اس لیے معجزات نبوت اور انبیاء کے خوارق کی جگہ اللہ تعالیٰ ان علمی راہوں سے ان پر اپنی حجت پوری کر رہا ہے۔ اور خود ان ہی کے ایجاد کردہ علوم سے ان حقائق کو اس نے وانشگاف کر دیا ہے کہ بے شعور طبیعت اور اس کے ان حیرت انگیز مظاہر اور حیرت افزا خواص و منافع ہیں۔ کرشمۂ الٰہی کے اعتراف کے سوائے اور کوئی توجیہ نہیں ہو سکتی

ایک طرف سائنس کی موجودہ ترقیات اور حیرت انگیز ایجادات و اختراعات کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی عقل میں کیا کیا صلاحیتیں رکھیں ہیں۔ اور جب صلاحیتوں سے کام لیا گیا ہے تو عقل نے کہاں تک رسائی حاصل کر لی ہے ان چیزوں کو دیکھ کر سائنسدانوں کے کمالات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے، لیکن صورت کمال کا صرف ایک ہی رُخ ہے اس تصویر کا دوسرا رُخ دیکھیے کہ ان آیات قدرت اور عجائبات خلق و تکوین کے دیکھنے کے بعد بھی وہ اب تک اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے۔ اور ایمان باللہ کی دولت سے محروم ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ یہی عقلاً فکر و نظر کے اس رُخ پر اس قدر جاہل کیسے رہ گئے ہیں لیکن حق تعالیٰ ان کے اس کفر و انکار کی حقیقت سے بھی پردہ اٹھاتا ہے۔ ارشاد ہے:

يعلمون ظاهراً من الحيوٰة الدنيا وهم عن الاٰخرة هم غافلون ط

وہ حیات دنیا کے ظاہر ہی میں سے کچھ جانتے ہیں اور یہی لوگ آخرت سے

تو بالکل ہی غافل ہیں۔

دنیا کا بھی ظاہر اور وہ بھی ہمہ بہت محدود مقدار میں جانتے ہیں۔ ان کا ذہن اور ان کی فکر و نظر اس طرف بالکل نہیں جاتی کہ اس حیرت انگیز کائنات اور پُراسرار حقائق مخلوقات کے خالق پر ایمان لائیں۔ ایک طرف یہ ذہانت اور حیرت انگیز ذہانت اور دوسری طرف اس قدر عبادت اور غیر معمولی عبادت بجائے خود کس قدر عجیب اور حیرت ناک ہے اور حق تعالیٰ کے اس ارشاد کی صداقت کی کتنی سچی گواہی ہے:

ومن لم یجعل اللہ لہٗ نوراً فمالہٗ من نور۔

اللہ تو جس کو روشنی نہ دے تو اس کے لیے کہیں روشنی نہیں ہے۔

اس بحر محیط کے چند قطرے ہی مناسب ہیں اس مختصر سی تمہید کے بعد ہم وحی ربانی قرآن کریم کی زبانی پیش کرتے ہیں۔ ارشاد ہے:

ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب ۰ الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلی جنوبہم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلاً سبحٰنک فقنا عذاب النار۔ (آل عمران)

بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لیے جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں، کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! آپ نے اس کو لایعنی پیدا نہیں کیا۔ ہم آپ کو سمجھتے ہیں سو ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے

وآیۃ لہم الیل نسلخ منہ النہار فاذاھم مظلمون ۰ والشمس تجری لمستقر لہا ذالک تقدیر العزیز العلیم ۰ والقمر قدرنٰہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم ۰ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار وکلٌّ فی فلک یسبحون ۰ (سورۂ یٰسین)

اور ایک اور نشانی ان لوگوں کے لیے رات ہے کہ ہم اس پر سے دن کو اتار لیتے ہیں سو یکایک وہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور آفتاب اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔ یہ اندازہ باندھا ہوا ہے اس کا جو زبردست علم والا ہے نہ آفتاب کی مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے اور دونوں ایک دائرہ میں تیر رہے ہیں"

اللہ الذی خلق السموات والارض وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم وسخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہ وسخر لکم الانہار وسخر لکم الشمس والقمر دائبین وسخر لکم الیل والنہار ۰ (سورہ ابراہیم)

ترجمہ: اللہ ایسا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان میں سے پانی برسایا پھر اس پانی سے پھلوں کی قسم سے تمہارے لیے رزق پیدا کیا اور تمہارے لیے نفع کشتی کو مسخر کیا تاکہ وہ خدا کے حکم سے دریا میں چلے اور تمہارے اور تمہارے نفع کے لیے نہروں کو مسخر بنایا اور تمہارے نفع کے واسطے چاند اور سورج کو مسخر بنایا جو ہمیشہ چلنے میں ہی رہتے ہیں۔ اور تمہارے نفع کے واسطے رات اور دن کو مسخر بنایا۔

اللہ الذی رفع السموات بغیر عمد ترونہا ثم استوی علی العرش وسخر الشمس والقمر کلٌّ یجری لاجل مسمًّی یدبر الامر یفصل الآیات لعلکم بلقاء ربکم توقنون ۰ (سورہ رعد)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایسا ہے اس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے اونچا کھڑا کر دیا ہے چنانچہ تم ان کو دیکھ رہے ہو۔ پھر عرش پر قائم ہوا اور آفتاب و ماہتاب کو کام میں لگا دیا۔ ہر ایک، ایک وقت معین پر چلتا رہتا ہے، وہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، دلائل کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کے پاس جانے کا یقین کرلیں

بقیہ :- [illegible]

علیہ وسلم کی دعا بھی ہے "اے اللہ! معاویہ رضی کو مہدی بنا" باپ بیٹا دونوں کے حق میں دعا ہے پیشگوئی ہے۔ ایک نے قبرص فتح کیا اور دوسرے نے قسطنطنیہ کے جہاد کی کمان کی۔

طلباء سے خطاب:

آپ حضرات اور کالجوں کے طلباء میں بہت فرق ہے۔ وہاں تو رشوت دے کر ڈگریاں حاصل کی جاتی ہیں۔ نقل امتحان میں کی جاتی ہے۔ آپ تو انبیاء علیہم السلام کے علوم کے وارث ہیں خوب محنت کریں۔ اپنے اندر جذبہ پیدا کریں۔ اپنے اخلاق اپنے کردار کو سنواریں۔ آپ تو نام لیوا ہیں قاسم نانوتوی، محمود الحسن اور انور شاہ کے۔ یاد رکھیں اسلام کے اصول غیر مبدل ہیں۔ کوئی پیشوا، کوئی سیاست دان کوئی امام ایک حکم کو نہیں بدل سکتا۔ ہاں اجتہاد کا راستہ کھلا ہے۔ روزہ میں انجکشن، ہوائی جہاز میں نماز اور انسانی خون کے انتقال جیسے مسائل ہیں جو آپ کے غور و فکر کے متقاضی ہیں۔ آپ ملک کی خدمت کریں۔ معاشرے کی خدمت کریں۔ دین کی خدمت کریں۔ اسلام کی عظمت میں اضافہ کریں۔

شہر شہر سے

سیرتِ رسولؐ کی پیروی کر کے ہی ہم اپنے مسائل سے نجات حاصل کر سکتے ہیں

(مولانا محمدؐ اجمل)

رسول اللہؐ کا لایا ہوا انقلاب پوری دنیائے انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے، "مولانا محمد خان شیرانی"

قومی و دینی جذبہ سے سرشار نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہم سب کا فرض ہے "زاہد الراشدی"

گکھڑ: جمعیۃ علمائے اسلام کے مرکزی ناظم مولانا محمد اجمل خان نے کہا ہے کہ ہم جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر ہی اپنے مسائل سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ گذشتہ شب مرکزی جامع مسجد گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں مقامی جمعیۃ طلباءِ اسلام کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان سیرۃ صلعم کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ کانفرنس کی صدارت جناب حافظ بشیر احمد چیمہ نے کی۔

مولانا محمد اجمل خان نے لوگوں پر زور دیا کہ وہ اپنی زندگیوں کو سیرۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھالیں تاکہ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ موثر اور حقیقی طور پر عمل میں آسکے۔ جمعیۃ علماءِ اسلام بلوچستان کے نائب امیر مولانا محمد خان شیرانی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہ نے تیرہ سو سال قبل انسانی معاشرہ میں جو انقلاب برپا کیا تھا وہ پوری دنیائے انسانیت کے لئے ہمیشہ مشعل راہ ثابت ہوگا اور آج بھی انسانیت کو مصائب و مسائل سے نجات دلانے کے لئے اسی انقلابی جدوجہد کی ضرورت ہے۔

پاکستان قومی اتحاد پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کا انعقاد کرنے والے طلباء کو خراج تحسین پیش کیا اور لوگوں پر زور دیا کہ وہ قومی و دینی جذبہ سے کام کرنے والے ان نوجوانوں کی پوری طرح حوصلہ افزائی کریں کیونکہ یہ ہمارا فرض ہے۔

کانفرنس سے طالب علم راہنما جناب ظہیر میر، جناب عبدالرؤف ربانی، جناب سید سلمان گیلانی، حافظ عبدالحق خان بشیر اور ظفر لسین بٹ نے بھی خطاب کیا۔

سکھیکی گوجرانوالہ:

گذشتہ دنوں جامع مسجد قدوسیہ سٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں بزم دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلسہ سے جس کی صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور نے کی، شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نے خطاب فرمایا۔

آپ نے فرمایا کہ جب مسلمان اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر عمل پیرا تھے تو انسان ہی نہیں کائنات کی ہر شے ان کا حکم مانتی تھی۔ اب جب مسلمانوں نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل چھوڑ دیا ہے باوجودیکہ ان کی تعداد ایک ارب کے لگ بھگ ہے دنیا میں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ آج بھی اگر ہم سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا لیں تو ہماری تمام مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ایک وقت وہ تھا کہ جب علم دین کے حصول کی خاطر مسلمان سینکڑوں میل کا سفر کرتے تھے، لیکن آج علماء گھر گھر درس دیتے ہیں، ہر مسجد میں مدرسہ قائم ہے لیکن علم حاصل کرنے والے نہیں ملتے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن پاک اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونے سے ہی ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں۔ ان کے بعد قاری محمد اجمل قادری نے خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا کہ دنیا میں کسی نبیؑ، کسی پیغمبر، کسی ریفارمر، کسی حکمران، کسی لیڈر کی تمام زندگی کے حالات اگر آپ معلوم کرنا چاہیں تو ہرگز دستیاب نہ ہوں گے۔ ایک نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایسے ہادی ہیں جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ محفوظ ہے۔ زندگی کے ہر گوشے، ہر پہلو، قومی، ملکی، صلح، جنگ، ہمسایوں، دوستوں، بزرگوں، خوردوں، بیوی، بچوں، رشتہ داروں سے برتاؤ، تجارت، تبلیغ دین ہر بات میں رہنمائی ملتی ہے۔ یہ بات اس لئے بھی ضروری تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے ان کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں، اس لئے آپ نے

امت کی ہر بات میں رہبری فرمائی یہاں تک کہ صحابہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات ہر کام یہاں تک کہ اٹھنا بیٹھنا۔ سونا۔ جاگنا چلنا۔ مسکرانا حدیث کی کتابوں میں محفوظ کر لیا۔ اگر پھر بھی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نہ اپنائیں تو یہ مسلمان قوم کی بدبختی ہے۔

انہوں نے فرمایا کہ ایسا دور بھی آنا تھا کہ علماءؒ کو درس قرآن پاک میں شرکت کے واسطے مسلمانوں سے اپیلیں کرنا پڑ رہی ہیں۔ یہ سیرت ہی کو اپنانے کی برکت تھی کہ جب آئے تو ابوبکر تھے، دربار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو صدیق اکبرؓ بن گئے۔ آئے تو عمر تھے نکلے تو فاروق اعظمؓ۔ آئے تو عثمان تھے نکلے تو ذالنورینؓ تھے۔ آئے تو علی تھے نکلے تو اسد اللہؓ تھے۔ آئے تو خالد نکلے تو سیف اللہ۔ آئے تو ابو عبیدہ تھے نکلے تو امین الامتؓ۔ آئے تو بلال حبشی غلام تھے نکلے تو سیدی کہلائے۔ آئے تو حمزہ نکلے تو سید الشہداء تھے۔ یہ سب سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنانے کی برکات تھیں۔ آج بھی اگر مسلمان سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا لیں پھر بام عروج کو پہنچ سکتے ہیں۔

ان کے بعد جناب قاری محمد حنیف ملتانی نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیرت ساز تھے۔ ان کی سنت کو اپنانے والے عرب کے چرواہے دنیا کے ہادی و حکمران بن گئے۔ انہوں نے فرمایا بزرگان دیوبند نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر لوگوں کو عمل کر کے یہ ثابت کر دیا کہ برصغیر میں آج بھی ایک جماعت ایسی ہے جس کا اوڑھنا بچھونا سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ حضرت محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد جب انگریزوں نے ان کے وارنٹ گرفتاری جاری کئے۔ آپ تین دن تک روپوش رہنے کے بعد باہر نکل آئے۔ دوستوں نے کہا کیا غضب کرتے ہو پکڑے جاؤ گے۔ جواب دیا میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد تین دن غار میں روپوش رہے تھے میں کس طرح سنت کے خلاف عمل کر سکتا ہوں۔ ایک جان تو کیا اگر ہزار سے بھی ہاتھ دھونا پڑیں میں سنت کے خلاف نہیں کر سکتا۔ یہ سنت کی پیروی نہیں کی برکت تھی کہ آپ اعلانیہ نکل کر خانہ کعبہ جا پہنچے کسی کو گرفتار کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

حضرت مدنیؒ مالٹا میں اسیر تھے۔ رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو ان کے استاذ حضرت مولانا محمود الحسن قدس سرہ نے افسوس سے کہا کہ ہم میں کوئی حافظ قرآن نہیں، اس رمضان میں قرآن سننے کی سنت چھوٹ جائے گی۔ حضرت مدنی رح روزانہ سوا پارہ حفظ کرتے اور رات کو وہی تراویح میں سنا دیتے۔ ۲۴ دنوں میں قرآن پاک تراویح میں سنا کر سنت کو ترک نہ ہونے دیا۔ یہ خدا کے وہ برگزیدہ بندے تھے جنہوں نے علوم دین کو محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ دوسروں تک پہنچایا اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو برصغیر میں زندہ و تابندہ رکھا۔ ہم ان کے نام لیوا جب ہی بن سکتے ہیں اگر ان کی طرح سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنائیں۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں کوئی شخص کچھ دنوں رہا تو روانگی کے وقت کہا کہ میں بیعت کی نیت سے آیا تھا لیکن آپ سے کسی کرامت کو نہ دیکھ کر واپس بیعت کئے بغیر ہی جا رہا ہوں"۔ حضرت تھانوی رح نے فرمایا" اس عرصے میں میرا کوئی عمل سنت کے خلاف دیکھا۔ فرمایا اصل کرامت پیروی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے"۔

اس جلسہ میں مفتی عبدالواحد اور حضرت شیخ الحدیث قاضی شمس الدین نے بھی شرکت کی۔ ناسازی طبیعت کی وجہ سے ان بزرگوں نے خطاب نہیں کیا۔ سید امین گیلانی نے اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ کیا۔ رات ایک بجے جلسہ کا اختتام دعا پر ہوا۔

سفارت خانوں کی وساطت سے اپیل:

جمعیۃ علماء اسلام ضلع جھنگ کے ناظم نشریات چوہدری محمد عقیل ضیاء نے بذریعہ ٹیلیگرام بیرونی ممالک، خصوصاً ممالک اسلامیہ لیبیا۔ یمن۔ ترکی۔ متحدہ عرب امارات۔ مصر۔ کویت۔ بحرین۔ اور کینیڈا کی حکومتوں سے ان کے سفارت خانوں کی وساطت سے اپیل کی ہے کہ وہ بھٹو کی سزائے موت میں تخفیف کرانے کی اپیلیں نہ کریں کیونکہ یہ اپیلیں پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کے مترادف ہیں اور بین الاقوامی ضابطۂ اخلاق اور عدل و انصاف کے تقاضوں کے بھی خلاف ہیں۔ انہوں نے عبوری حکومت سے استدعا کی ہے کہ وہ ان ممالک کو "اصل حقائق" سے روشناس کرائیں کہ ہماری عدلیہ کا فیصلہ حق و انصاف اور اسلامی روح کے عین مطابق ہے جس میں چھوٹے بڑے، ادنیٰ و اعلیٰ کا کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جاتا۔

جمعیۃ علماء اسلام ضلع جھنگ کے ناظم نشرواشاعت چوہدری محمد عقیل ضیاء نے قومی اتحاد کے سربراہ جناب مولانا مفتی محمود سے ڈیرہ اسمٰعیل خان کے قریب ان کے ذاتی اور رہائشی مکان بستی بنیالہ عبدالخیل میں ملاقات کر کے ان کی صحت و عافیت دریافت کی۔

حضرت مولانا نے چوہدری محمد عقیل کی معرفت جھنگ میں قومی اتحاد کے راہنماؤں اور کارکنوں کو یہ پیغام دیا کہ وہ مستقل مزاجی اور ثابت قدمی کے ساتھ ملک میں اسلامی نظام کے قیام کے لئے کوشاں رہیں کیونکہ اب اس ملک میں اسلامی آئین کے نفاذ کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ حضرت مفتی صاحب نے قومی اتحاد کے کارکنوں کو یہ پیغام دیا کہ بحمد اللہ ان کی صحت بالکل درست ہے اور وہ معمول کے مطابق ملکی اور دینی فرائض انجام دے رہے ہیں۔

مدرسہ اعزاز العلوم تلمبہ شہر کا سالانہ جلسہ:

گذشتہ دنوں تلمبہ شہر میں مدرسہ اعزاز العلوم کا سالانہ اجلاس بڑی شان کے ساتھ ہوا۔ اس مدرسہ کی بنیاد علاقہ کی بزرگ ہستی اور جمعیۃ علماء اسلام کے سابق جنرل سیکرٹری حضرت مولانا سید نیاز احمد گیلانی رح نے اپنے دست مبارک سے رکھی تھی۔ جلسہ کی سرپرستی ملک کی مشہور بزرگ ہستی حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب سہاہیوال والے نے فرمائی۔

پہلی نشست کی صدارت حضرت سید نیاز احمد صاحب کے برادر کبیر سید مشتاق احمد صاحب

سنے کی۔

جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے جناب قاضی اللہ یار صاحب مرکزی مبلغ ختم نبوت نے کہا کہ ملک کی تمام مشکلات کا حل صرف اسلامی نظام اور خلفاء راشدین کے طور اور طریقوں میں ہے۔ اسلام کی تعریف کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ خلفاء راشدین کے طریقوں پر حکومت کرنے کے لئے حاصل کیا گیا تھا، لیکن صد افسوس کہ ملک بننے کے بعد ہم نے اپنے تمام وعدے بھلا دیئے اور ملک کو غلط راستوں پر لگا دیا۔ آخر میں آپ نے حضرت مفتی صاحب اور حضرت درخواستی مدظلہ عالی کے لئے دعائے صحت کی۔

حضرت مولانا عبیدالرحمن ضیاء نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صحابہ کرام دین کی اشاعت کے سب سے بڑے داعی تھے۔ انہوں نے پوری دنیا کو اسلام کے معانی سے متعارف کرایا۔ آپ حضور علیہ السلام کے سچے شیدائی اور دوست تھے آپ نے خلفاء راشدین کی مثال دیتے ہوئے یوں کہا کہ حضور علیہ السلام چاند ہیں اور صحابہ کرام ستارے ہیں۔ آپ نے ملک کے اندر اسلامی آئین کی تنفیذ پر زور دیا۔ پہلی نشست جناب مرزا غلام نبی صاحب جانباز کی نظم پر ختم ہوئی اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب ساہیوال والوں نے دعا فرمائی۔

دوسری نشست بروز ہفتہ:

عظیم الشان اجتماع سے حضرت مولانا شفیق الرحمن درخواستی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے رحمت خدا بن کر آئے۔ انسانوں اور حیوانوں کے لئے ذریعہ نجات بن کر آئے۔ آپ نے حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے حضرت نانوتوی کے اقوال بیان فرمائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے امت کو شان ملی عرب کو عزت ملی۔ صحابہ کو ہدایت ملی، حیوان سے انسان بنے، جو لوگ پتھر دل تھے، نرم دل بن گئے، جو دشمن خدا اور رسول تھے وہ جان قربان کرنے لگے۔ یہ سب کچھ آپ کی دیانت اور اخلاق اور محنت کا نتیجہ تھا۔

آپ کی تقریر کے دوران مجمع باربار سبحان اللہ، نعرۂ تکبیر، حضرت درخواستی، حضرت مفتی محمود زندہ باد کے نعرے لگاتا رہا۔ آپ کی تقریر کے بعد مرزا غلام نبی جانباز نے ولولہ انگیز نظم پڑھی اور لوگوں پر ہو کا عالم طاری ہو گیا۔ آپ کے بعد مولانا محمد شریف ماہی نے خطاب کرتے ہوئے مدرسہ اعزاز العلوم کی ضروریات اور تعاون پر عوام کو زور دیا۔ لوگوں نے باآواز بلند مدرسہ کے تعاون کے لئے یقین دلایا اور اخیر میں حضرت سید نیاز احمد گیلانی کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

تیسری نشست:

جناب محمد شریف صاحب منچن آبادی کی نظم کے بعد مولانا منظور شاہ صاحب مرکزی مبلغ ختم نبوت نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ تلمبہ وہ شہر ہے جہاں پر جمعیۃ علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ آپ نے جمعیۃ علماء اسلام کے مشن کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھ رکھا تھا اور دن رات جمعیۃ علماء اسلام کے لئے کام کیا۔ مولانا صاحب نے مجمع سے اس بات کا اقرار لیا کہ اگر کل کو حضرت مفتی صاحب اور حضرت درخواستی صاحب کو اسلام کے لئے آپ کی ضرورت پڑے تو ساتھ دینا۔ مجمع نے باآواز بلند یقین دلایا۔

آپ کے بعد تنظیم اہلسنت والجماعت کے جنرل سیکرٹری مولانا ضیاء القاسمی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک کو اس وقت اتحاد کی سخت ضرورت ہے۔ ہم آپس میں اختلافات ختم کر کے اتحاد قائم کریں۔ اتحاد میں بہت برکتیں ہیں دوران تقریر مفتی صاحب زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگتے رہے۔

آپ نے آخر میں علماء دیوبند کو ہی اصل دین کا وارث قرار دیا۔ حضرت مفتی صاحب اور حضرت درخواستی مدظلہ عالی کے لئے دعاء صحت کی۔

مدرسہ اعزاز العلوم کے مہتمم (مولانا) عبداللطیف قریشی نے مدرسہ کے تین فارغ التحصیل طلباء کرام کی دستار بندی کرائی اور کہا کہ الحمد للہ حضرت سید نیاز احمد شاہ صاحب کی دعاؤں کا یہ نتیجہ ہے۔ آپ نے مسجد مدرسہ کے کارکنوں کا شکریہ ادا کیا اور جنہوں نے امداد و اعانت کی ان کا

حضرت سید نیاز احمد شاہ صاحب کے برادر کبیر نے دعا فرمائی اور جلسہ سہ روزہ باحسن طریقے سے اختتام پذیر ہوا۔

گوشوارہ سہ ماہی یکم محرم تا ۳۰ ربیع الاول

جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان

خواجہ محمد افضل حق	۲۷۰۰۰ — ۰۰
قرض ملک رحیم داد	۲۵۶۷ — ۵۰
〃 خواجہ محمد عبدالرؤف	۱۲۵۰ — ۰۰
〃 جمعیۃ میاں چنوں	۵۰۰ — ۰۰
〃 مولانا منظور الحق	۲۹۱ — ۰۰
اخراجات ٹیلیفون	۳۷۷ — ۲۲
〃 سٹیشنری	۶۵ — ۵۰
〃 مہمانداری	۴۸ — ۲۵
〃 سفر	۱۰۰۲ — ۸۶
〃 بجلی	۲۰۹ — ۲۰
〃 متفرق	۴۰۴ — ۵۰
〃 مشاہرات	۲۰۰۰ — ۰۰
کرایہ مکان	۲۱۰ — ۰۰
اعانت صوبائی جمعیۃ	۱۰۰۰ — ۰۰
	۳۶۹۲۶ — ۰۳
تعمیر کھاتہ	۲۷۰۰۰ — ۰۰
اعانت	۱۷۶۴ — ۰۰
رسید بک وپیڈ	۲۲ — ۰۰
قرض حسنہ	۱۰۰۰ — ۰۰
آمدن از سابقہ سال	۷۵۹۴ — ۷۶
آمد میزان	۳۷۳۸۰ — ۷۶
صرف 〃	۳۶۹۲۶ — ۰۳
بقایا موجود	۴۵۴ — ۷۳

محمد عبدالقادر قاسمی
ناظم عمومی جمعیۃ علماء
ضلع ملتان

مولانا محمد تقی عثمانی کی گوجرانوالہ تشریف آوری

اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن جناب مولانا محمد تقی عثمانی ۱۴ اپریل کو ایک روزہ دورہ پر گوجرانوالہ تشریف لا رہے ہیں جہاں آپ خطبۂ جمعہ جامع مسجد نور مدرسہ نصرۃ العلوم میں ارشاد فرمائیں گے اور بعد نماز جمعہ بزم دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی یاد میں منعقدہ تقریب سے خطاب کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس تقریب کے انعقاد کے لئے میونسپل ہال کے حصول کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جناب حافظ محمد یوسف ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور بھی آپ کے ہمراہ ہوں گے۔

(منجانب حافظ محمد یوسف عثمانی
سیکرٹری بزم دارالعلوم دیوبند
گوجرانوالہ

انتخاب جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور:

سرپرست :	مولانا محمد اسحٰق صاحب
امیر :	جناب ملک شیر محمد صاحب
نائب امیر اول :	مخدوم منظور احمد
" دوم :	میاں محمد حنیف صاحب
ناظم اعلیٰ :	مولانا سعید الرحمٰن علوی
نائب ناظم اول :	حافظ محمد یوسف صاحب
" دوم :	حافظ مرتضیٰ صاحب
نشر و اشاعت کمیٹی :	مرزا غلام نبی جانباز، مولانا اللہ داد صاحب، میاں عبد الرحمٰن
مالیاتی کمیٹی :	حکیم محمد انور صاحب، خواجہ نعیم صاحب، ظہور میاں، حاجی عبد الرزاق صاحب

رابطہ کمیٹی :	قاری نور محمد، مولانا محمد ابراہیم صاحب دھرمپورہ، قاری مقبول الرحمٰن، قاری عبد الحمید لچھمن سنگھ
قانونی کمیٹی :	حافظ محمد یوسف
سالار :	قاری عبد الحئی صاحب پرانی انارکلی

گوشوارہ آمد و خرچ
ٹھٹھی نصرتی کرک کوہاٹ:

آمدن از جولائی تا دسمبر ۷۷ء	۱۰۷۶-۰۰
اخراجات	۵۹۲-۰۰
بقایا	۴۸۴-۰۰

اخراجات کی تفصیل:

کرایہ دفتر	۴۰-۰۰
اخراجات دفتر	۱۲۸-۰۰
" اجلاس جمعیۃ	۱۶۲-۰۰
کتب برائے دار المطالعہ	۱۳۴-۰۰
پمفلٹ جمعیۃ	۵۸-۰۰
کرایہ و اخراجات جلسہ	۷۰-۰۰
ٹوٹل:	۵۹۲-۰۰

ڈاکٹر محمد حنیف عارف کو نیشنل لیبر یونین فیصل آباد کا صدر منتخب کر لیا گیا:

فیصل آباد میں مزدوروں کا ایک عظیم اجتماع زیر صدارت شیخ محمد اسلم ہوا۔ اجلاس میں پاور لومز پر کام کرنے والے مزدوروں، واٹنڈر والوں سائزنگ کے کاریگروں اور چھوٹے مالکان نے شرکت کی۔ اجلاس میں مزدوروں کے مسائل زیر بحث آئے اور مندرجہ ذیل حضرات منتخب ہوئے:

صدر :	ڈاکٹر محمد حنیف عارف
نائب صدر :	حمید انور میرٹھی
جنرل سیکرٹری :	شیخ محمد اسلم
جوائنٹ " :	مرزا عبد الرحمٰن ہاشمی
خزانچی :	محمد سرور

اور نشر و اشاعت کے لئے حبیب الرحمٰن ساجد اور محمد نذیر شاکر

احمد سعید لدھیانوی
کنوینر مزدور رابطہ کمیٹی، پنجاب

سیرۃ کانفرنس اوچ شریف:

گذشتہ دنوں زیر صدارت جناب سردار محمد عبد القیوم خانصاحب خاکوانی امیر جمعیۃ علماء اسلام سب تحصیل و جناب سید محمود اکبر شاہ صاحب سینئر امیر منعقد ہوئی جس میں جناب قاری نور الحق صاحب قریشی ایڈووکیٹ و جناب حضرت مولانا محمد لقمان صاحب علیپوری و جناب مولانا بشیر احمد شاد و مولانا اللہ بخش صدیقی و جناب قاری حماد اللہ صاحب شفیق و جناب مولانا عبد الصبور خان و مولانا غلام مصطفےٰ صاحب بہاولپوری و مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی و مولانا بشیر اختر الہ بادی کے علاوہ ملک کے بہت سے مشہور مقرر تشریف لائے اور سیرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقاریر کیں۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب مولانا محمد اسمٰعیل ہاشمی و عباسی صاحب نے ادا کئے۔ سیرت رسول اکرمؐ تین دن و تین شب مؤثر رہی۔ تمام حضرات نے عوام پر زور دیا کہ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کو سامنے رکھیں اور ہمارا ہر فعل سنت نبوی کے عین مطابق ہو اور ہر شخص کو چاہئیے کہ ملک کے کونے کونے میں پھیل کر سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کی عوام کو ترغیب دلائیں۔ جناب قاری نور الحق صاحب نے فرمایا کہ ہم ملک میں حضرت عمرؓ کی عدالت اور حضرت صدیقؓ کی صداقت اور حضرت عثمانؓ کی سخاوت اور حضرت علیؓ کی شجاعت چاہتے ہیں۔ اس سے ہر انسان کی زندگی بن جائے گی۔ جلسہ کے اختتام پر پیر حکیم اللہ شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ فضلیہ نقشبندیہ مسکین پور شریف نے خطبہ صدارت دیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور علیہ السلام کی سیرۃ طیبہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رشید احمد عباسی
ناظم نشر و اشاعت
سب تحصیل اوچ شریف
ضلع بہاولپور

مولانا محمد تقی عثمانی کی گوجرانوالہ تشریف آوری

اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن جناب مولانا محمد تقی عثمانی ۱۴ اپریل کو ایک روزہ دورہ پر گوجرانوالہ تشریف لا رہے ہیں جہاں آپ خطبۂ جمعہ جامع مسجد نور مدرسہ نصرۃ العلوم میں ارشاد فرمائیں گے اور بعد نماز جمعہ بزم دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی یاد میں منعقدہ تقریب سے خطاب کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس تقریب کے انعقاد کے لئے میونسپل ہال کے حصول کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جناب حافظ محمد یوسف ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور بھی آپ کے ہمراہ ہوں گے۔

(منجانب حافظ محمد یوسف عثمانی
سیکرٹری بزم دارالعلوم دیوبند
گوجرانوالہ

انتخاب جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور:

سرپرست : مولانا محمد اسحٰق صاحب
امیر : جناب ملک شیر محمد صاحب
نائب امیر اول : مخدوم منظور احمد
" دوم : میاں محمد حنیف صاحب
ناظم اعلیٰ : مولانا سعید الرحمٰن علوی
نائب ناظم اول : حافظ محمد یوسف صاحب
" دوم : حافظ مرتضیٰ صاحب
نشر و اشاعت کمیٹی : مرزا غلام نبی جانباز، مولانا اللہ داد صاحب، میاں عبدالرحمٰن۔
مالیاتی کمیٹی : حکیم محمد انور صاحب، خواجہ نعیم صاحب ظہور میاں، حاجی عبدالرزاق صاحب
رابطہ کمیٹی : قاری نور محمد، مولانا محمد ابراہیم صاحب دھرمپورہ، قاری مقبول الرحمٰن، قاری عبدالحمید لچھمن سنگھ
قانونی کمیٹی : حافظ محمد یوسف
سالار : قاری عبدالحئی صاحب پرانی انارکلی

گوشوارہ آمد و خرچ

ٹھٹھی نصرتی کرک کوہاٹ:

آمدن از جولائی تا دسمبر ۷۷ء	۱۰۷۶ — ۰۰
اخراجات	۵۹۲ — ۰۰
بقایا	۴۸۴ — ۰۰

اخراجات کی تفصیل:

کرایہ دفتر	۴۰ — ۰۰
اخراجات دفتر	۱۲۸ — ۰۰
" اجلاس جمعیۃ	۱۶۲ — ۰۰
کتب برائے دار المطالعہ	۱۳۴ — ۰۰
پمفلٹ جمعیۃ	۵۸ — ۰۰
کرایہ و اخراجات جلسہ	۷۰ — ۰۰
ٹوٹل:	۵۹۲ — ۰۰

ڈاکٹر محمد حنیف عارف کو نیشنل لیبر یونین فیصل آباد کا صدر منتخب کر لیا گیا:

فیصل آباد میں مزدوروں کا ایک عظیم اجتماع زیر صدارت شیخ محمد اسلم ہوا۔ اجلاس میں پاور لوم پر کام کرنے والے مزدوروں، وائنڈر والوں سائزنگ کے کاریگروں اور چھوٹے مالکان نے شرکت کی۔ اجلاس میں مزدوروں کے مسائل زیر بحث آئے اور مندرجہ ذیل حضرات منتخب ہوئے۔

صدر : ڈاکٹر محمد حنیف عارف
نائب صدر : حمید انور میر مٹھی
جنرل سیکرٹری : شیخ محمد اسلم
جوائنٹ " : مرزا عبدالرحمٰن ہاشمی
خزانچی : محمد سرور

اور نشر و اشاعت کے لئے حبیب الرحمٰن ساجد اور محمد نذیر شاکر

احمد سعید لدھیانوی
کنوینر مزدور رابطہ کمیٹی، پنجاب

سیرۃ کانفرنس اوچ شریف:

گذشتہ دنوں زیر صدارت جناب سردار محمد عبدالقیوم خان صاحب خاکوانی امیر جمعیۃ علماء اسلام سب تحصیل و جناب سید محمود اکبر شاہ صاحب سینئر امیر منعقد ہوئی جس میں جناب قاری نور الحق صاحب قریشی ایڈووکیٹ و جناب حضرت مولانا محمد نعمان صاحب علیپوری و جناب مولانا بشیر احمد شاد و مولانا اللہ بخش صدیقی و جناب قاری حماد اللہ صاحب شفیق و جناب مولانا عبدالصبور خان و مولانا غلام مصطفےٰ صاحب بہاولپوری و مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی و مولانا بشیر اختر الہ آبادی کے علاوہ ملک کے بہت سے مشہور مقرر تشریف لائے اور سیرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقاریر کیں۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب مولانا محمد اسمٰعیل ہاشمی و عباسی صاحب نے ادا کئے۔ سیرت رسول اکرم تین دن و تین شب متواتر رہی۔ تمام حضرات نے عوام پر زور دیا کہ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کو سامنے رکھیں اور ہمارا ہر فعل سنت نبوی کے عین مطابق ہو اور ہر شخص کو چاہئے کہ ملک کے کونے کونے میں پھیل کر سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کی عوام کو ترغیب دلائیں۔ جناب قاری نور الحق صاحب نے فرمایا کہ ہم ملک میں حضرت عمرؓ کی عدالت اور حضرت صدیقؓ کی صداقت اور حضرت عثمانؓ کی سخاوت اور حضرت علیؓ کی شجاعت چاہتے ہیں۔ اس سے ہر انسان کی زندگی بن جائے گی۔ جلسہ کے اختتام پر پیر حکیم اللہ شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ فضلیہ نقشبندیہ مسکین پور شریف نے خطبہ صدارت دیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور علیہ السلام کی سیرۃ طیبہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رشید احمد عباسی
ناظم نشر و اشاعت
سب تحصیل اوچ شریف
ضلع بہاولپور

حجۃ الاسلام کی یاد میں مذاکرے منعقد کئے جائیں

★ قائد طلباء میاں محمد عارف

جمعیۃ طلباء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۲۰ اور ۲۱ اپریل کو گوجرانوالہ میں طلب کر لیا گیا۔

★ محمد فاروق قریشی

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی صدر میاں محمد عارف نے ایک پیغام میں فرمایا ہے کہ ماہ اپریل کو حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی یاد میں منایا جائے۔ اس سلسلہ میں جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان پورے ملک میں جگہ جگہ مذاکرے منعقد کر رہی ہے۔

میاں صاحب نے فرمایا کہ حضرت نانوتویؒ نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھ کر بھٹکے ہوئے مسلمانوں کی عظیم راہنمائی کی ہے، اور اس دیوبند سے اب ہزاروں علم کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ حضرت نانوتویؒ نے ہمیشہ ظالم برطانیہ کے خلاف صدائے حق بلند کی اور انگریز کا سورج ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غروب کر دیا لیکن آجکل ان کی خدمات کو فراموش کیا جا رہا ہے۔

ان حالات میں جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا ہے کہ حضرت نانوتویؒ کے مقدس مشن کو جاری رکھا جائے اور نوجوان طلباء کو ان کے مشن سے روشناس کرایا جائے۔

خان پور وایا (شکارپور)

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں مولانا عبدالمجید صاحب نے حیات طیبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر روشنی ڈالی مولانا عبدالہادی صاحب نے اخلاق اور اسلام اور مولانا مختیار احمد صاحب نے خلفاء راشدین کے بارے میں بیان کیا۔

جلسے کے آخر میں جمعیۃ طلباء اسلام سکھر کے نائب صدر نور الدین اخانپور کے صدر رضا محمد نے بھی خطاب کیا۔

جمعیۃ طلباء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک اہم اجلاس:

مورخہ ۲۰ اور ۲۱ اپریل کو مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں مرکزی صدر میاں محمد عارف کی صدارت میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں تمام متعلقہ حضرات کو دعوت نامے جاری کر دیے گئے ہیں۔ اگر کسی بھی کو دعوت نامہ وصول نہ ہوا ہو تو وہ اس اعلان کو ہی دعوت نامہ سمجھتے ہوئے بروقت تشریف لا کر اپنے ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو۔

پشاور یونیورسٹی میں کامیابی۔

گذشتہ روز پشاور یونیورسٹی شعبہ اردو ڈیپارٹمنٹ میں انتخابات ہوئے۔ اس الیکشن میں جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے پیر عبدالقیوم شاہ صاحب بھاری اکثریت سے صدر منتخب ہوگئے ہیں۔

دریں اثناء ایک پیغام کے ذریعہ جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد کے راہنماؤں نے پیر عبدالقیوم شاہ صاحب کو مبارک باد دی ہے۔

بھوئی گاڑ:

جمعیۃ طلباء اسلام بھوئی گاڑ کے سربراہ اور ضلع اٹک کے ممتاز طالب علم راہنما حسین احمد حسینی نے صوبہ سرحد کے ممتاز عالم دین مولانا قاضی محمد صدر الدینؒ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ مولانا کی وفات سے پُر ہونے والا خلاء ناممکن ہے۔ انہوں نے مرحوم کی مغفرت کے لئے اور گھر والوں کے لئے صبر جمیل کی دعا کی

تحصیل خانیوال:

۱۷ مارچ جمعیۃ طلباء اسلام خانیوال کا

ہفتہ وار اجلاس مقامی دفتر میں منعقد ہؤا۔ اس اجلاس کی صدارت جناب عبدالحکیم صاحب اکبری نے کی۔

اجلاس سے عبدالسمیع نے اکابرین دیوبند کے عنوان سے تقریر کی۔ اس کے بعد ظفر اقبال نے سید شمس الدینؒ کے عنوان سے تقریر کی اور آخر میں جناب عبدالحکیم صاحب اکبری نے اپنے صدارتی خطبہ میں سید شمس الدین شہیدؒ کے کارنامے بتائے۔ اس اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ سید شمس الدین شہیدؒ کے قاتلوں کو گرفتار کر کے عبرت ناک سزا دی جائے۔

حلقہ بزنس روڈ کراچی

جمعیۃ طلباءِ اسلام حلقہ بزنس روڈ کے زیر اہتمام ۲۳ مارچ کے موقع پر ایک اجتماع ہو۔ اس اجتماع میں مختلف علماء اور طالب علم راہنماؤں نے خطاب کیا۔

آخر میں اجتماع سے جمعیۃ طلباءِ اسلام کے مرکزی ناظم عمومی جناب محمد فاروق قریشی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان جس مقصد کے لئے معرضِ وجود میں آیا تھا وہ مقصد پورا نہیں ہؤا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں نے صرف اور صرف قرآن کے قانون کے نفاذ کی خاطر ایک الگ خطۂ زمین حاصل کرنے کے لئے لاکھوں قربانیاں دیں تھیں انہوں نے امید ظاہر کی کہ ماضی قریب میں جنرل صاحب نے اسلام کی پذیرائی کے لئے جو کچھ کیا وہ قابل تحسین ہے اور جنرل صاحب جلد ہی ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان کریں گے۔

ڈڑب مہر شاہ ضلع خیرپور:

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباءِ اسلام ڈڑب مہر شاہ ضلع خیرپور کا ایک اجلاس ہؤا۔ اجلاس میں تنظیمی صورت حال کا جائزہ لیا گیا اور کنوینر مقرر کئے گئے۔ اس اجلاس سے عبدالقادر شیخ اور عبدالشکور شیخ نے خطاب کیا اور مطالبہ کیا کہ تعلیمی اداروں میں جلد از جلد اسلامی نظامِ تعلیم رائج کیا جائے۔

کنوینر : عبدالقادر شیخ
معاون اول : عبدالشکور شیخ
" دوم : غلام محمد بلوچ
" سوم : محمد ایوب شیخ
" چہارم : عبداللطیف شیخ
" پنجم : غلام محمد شیخ

پلندری
(آزاد جموں وکشمیر)

۲۷ مارچ ۷۸ء کو بعد از نماز عصر دفتر جمعیۃ طلباءِ اسلام میں حلفِ وفاداری کی تقریب ہوئی، جس کی صدارت حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب نے کی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد پلندری کے نومنتخب عہدیداران کی حلفِ وفاداری حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب نے لی۔

حلفِ وفاداری کے بعد امیر جمعیۃ طلباءِ اسلام جناب سعید احمد خان صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کے بعد مولانا ریاض احمد لغمانی اور مولانا ہارون الرشید صاحب نے بھی خطاب کیا۔

آخر میں مہمان خصوصی نے جمعیۃ طلباءِ اسلام کے نومنتخب عہدیداروں کو مبارکباد دی اور امید ظاہر کی کہ وہ جماعت کو فعال بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ آخر میں جماعت کی کامیابی کے لئے دعا کی گئی۔

میرپور خاص:

جمعیۃ طلباءِ اسلام میرپور خاص کے ناظم نشر و اشاعت جناب محمد شاہد نے کہا ہے کہ جمعیۃ طلباءِ اسلام میرپور خاص نے جناب ڈاکٹر محمد طالب صاحب کو دارالصحت نزد لال بلڈنگ میر آباد کو میرپور خاص کا میڈیکل آفیسر مقرر کیا ہے اور محمد الیاس تہیم کو ناظم شعبہ تربیت، حافظ مظہر حسین کو ناظم صحت اور حافظ عبدالحفیظ کو شعبہ تعلیم کا ناظم مقرر کیا ہے۔

فیصل آباد:

گذشتہ دنوں جناب ندیم اقبال اعوان، صدر صوبہ پنجاب نے مختار عباس چوہدری کو زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا کنوینر مقرر کیا ہے۔ عباس چوہدری کی معاونت کے لئے ایک چھوٹی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے، جو ان حضرات پر مشتمل ہے:

۱۔ اختر شاہد
۲۔ فیض کریم ہاشمی
۳۔ عبدالمجید چوہدری
۴۔ عبدالرؤف بھٹہ
۵۔ راؤ شمیم احمد
۶۔ چوہدری محمد اشرف

جمعیۃ طلباء اسلام

صوبہ پنجاب کی مجلس شوریٰ کا ایک انتہائی اہم اجلاس مورخہ ۲۰ اور ۲۱ اپریل بروز جمعرات و جمعہ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ منعقد ہو گا تمام احباب کو دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں دعوت نامہ نہ ملنے کی صورت میں اس اعلان کو ہی دعوت نامہ سمجھتے ہوئے بروقت تشریف لا کر ممنون فرمائیں۔

عبدالرؤف ربانی
ناظم عمومی، جمعیۃ طلباءِ اسلام
صوبہ پنجاب

حرم پاک اور ریاض الجنۃ میں خصوصی دعائیں

مکتوب حرمین شریفین:

مکرمی!

حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب مدظلہٗ کا ایک مفصل مکتوب حرمین شریفین سے آیا ہے جس میں حضرات اکابر جمعیۃ کے لئے خصوصی دعاؤں کا تذکرہ اور احباب جمعیۃ کے لئے خصوصی پیغام ہیں۔ میں نے مناسب جانا کہ اس کے اقتباسات تحریر کر دوں۔

والسلام مطیع اللہ
خادم مدرسہ رشیدیہ ساہیوال

حضرۃ مولانا مفتی محمود احمد صاحب مدظلہٗ اور حضرۃ مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہٗ اور حضرۃ مولانا عبد اللہ صاحب درخواستی مدظلہٗ اور ادارہ ترجمان اسلام کے لئے حرم پاک اور ریاض الجنۃ میں خصوصی دعائیں کر رہا ہوں اور ان تمام اکابر کی صحت کے لئے غلاف کعبہ سے لپٹ کر دعائیں کیں خصوصاً حضرۃ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب انتہائی تضرع سے دعائیں فرماتے ہیں۔ آثم راقم اکابر کو دعاؤں کے ساتھ ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے۔

تمام احباب جمعیۃ سے خصوصاً اور تمام احباب سے عموماً اپیل کرتا ہوں کہ جمعیۃ علمائے اسلام کے لئے شب و روز محنت کریں اور جمعیۃ کا پیغام حق قریہ قریہ پہنچا دیں۔ رب کعبہ کی قسم یہ جماعت حق والوں کی ہے اور اللہ سبحانہ نے اس جماعت کو نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعی کے لئے چن لیا ہے۔ ان کے ساتھی اور معاون رضا کاروں کے لئے خصوصی دعائیں کر رہا ہوں۔

نوجوان علماء میں مولانا زاہد الراشدی، مولانا اکرام القادری خصوصی طور پر اکثر مقامات پر یاد آئے۔ اللہ سبحانہ نے ان جوانوں کو دین کے لئے چن لیا ہے آثم کی دعائیں، تعاون احباب کے لئے وقف ہیں۔ یہ حضرات خلوص دل سے نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جمعیۃ کے اکابرین کی معیت میں کام کر رہے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ایڈیٹر کے نام......

پابندی لگائی جائے:

مکرمی!

ڈیرہ میں کتوں اور ریچھ کی لڑائی کو ایک عوامی کھیل کی حیثیت حاصل ہے۔ صدیوں سے یہ مقابلے خاص اہتمام سے کرائے جاتے ہیں۔ عوام اس کھیل کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ اس پر فوراً پابندی عائد ہونی چاہیئے۔

لہٰذا متعلقہ حکام فوری توجہ دیں، اور ایسے مقابلوں پر سخت پابندی عائد کریں۔

لطیف الرحمن
کمشنری بازار، ڈیرہ اسمٰعیل خان

سندھ میں کڑھائی گوشت پر پابندی لگائی جائے:

مکرمی!

میں آپ کے مؤقر جریدے کی وساطت سے صوبہ سندھ کے متعلقہ حکام کی توجہ کڑھائی گوشت کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ حکومت سندھ میں مکمل کڑھائی گوشت پر پابندی لگا دے کیونکہ اس سے تو گوشت بازار میں جلد ختم ہو جاتا ہے اور قصائی ... گوشت مہنگے داموں میں بیچتے ہیں۔ دوسرا نقصان یہ کہ کڑھائی یا بالٹی گوشت اچھی طرح پکتا نہیں ہے اور وہ پیٹ میں جا کر پھول جاتا ہے جس سے گیس سے زیادہ خطرناک بیماری لگنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

کڑھائی گوشت پر پابندی لگنے سے ایک تو گوشت شہریوں کو بہتر مل سکے گا اور اس کی قیمت میں بھی کمی ہو جائے گی، دوسری طرف وہ شخص جو کڑھائی گوشت کھاتے ہیں اس موذی خطرناک بیماری سے بچ جائیں گے۔

ہم متعلقہ حکام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ کڑھائی گوشت پر جلد از جلد پابندی لگائیں تاکہ شہریوں کو اچھا گوشت مہیا ہو سکے۔

(گیارہ افراد کے دستخط)
مسلم آباد، میرپور خاص، سندھ

چشمہ رائٹ بنک کینال کے منصوبے کو عملی جامہ پہنایا جائے:

گزشتہ ماہ جناب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جناب جنرل ضیاء الحق نے ڈیرہ اسمٰعیل خان کا ایک روزہ دورہ کیا۔ انہوں نے مولانا مفتی محمود کے ہمراہ چشمہ کا معائنہ فرمایا اور اعلان کیا کہ چشمہ رائٹ بنک کینال کے منصوبے کو عملی جامہ پہنایا جائے گا، اور اس کے ساتھ صوبائی حکومت نے اس منصوبے کے لئے ابتدائی رقم بھی مخصوص کر دی۔ ہم اہل ڈیرہ آپکے جریدہ کی وساطت سے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ جلد اس منصوبے کو شروع کرنے کے احکامات صادر کریں تاکہ ڈیرہ کے عوام کی پریشانی کا ازالہ ہو سکے۔ علاوہ ازیں ضلع ڈیرہ اور دریا خان کے درمیان پل کے منصوبے کو جلد از جلد شروع کیا جائے تاکہ ہر سال کشتیوں کے پل ہونے کی وجہ سے بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔

فضل محمد عثمانی، سابق صدر
گومل اسٹوڈنٹس یونین، ڈیرہ اسمٰعیل خان

کتابچے کے بارے میں قرطاس ابیض شائع کیا جائے:

مکرمی!

پاکستان کی عدالت عظمیٰ لاہور ہائی کورٹ نے

گذشتہ دنوں نواب محمد احمد خان قتل کیس کا فیصلہ سُنا دیا جس کی رُو سے مسٹر بھٹو اور ان کے دیگر چار ہمراہیوں کو سزائے موت سنائی گئی تھی۔ اندرونِ ملک عوام نے عدالت عالیہ کو انصاف کی عظیم روایت تازہ کرنے میں زبردست خراجِ تحسین پیش کیا اور اخبارات نے مضامین شائع کئے جبکہ بیرونی ممالک بالخصوص عرب ممالک اس عادلانہ فیصلے پر چیں بچیں ہوئے جس کا ان کو کسی طرح بھی حق حاصل نہ تھا جبکہ پاکستان کی حکومت اور عوام نے کبھی کسی بھی ملک کے داخلی معاملات میں اپیل بازی نہیں کی۔

مسٹر بھٹو جو صرف انسانوں کے قاتل نہیں بلکہ ملک کے قاتل بھی ہیں' ان پر سول عدالت میں مقدمہ چلایا جاتا ہے اور ان کو صفائی کا مکمل بلکہ بعض دفعہ قانونی گنجائش نہ ہونے کے باوجود موقع فراہم کیا جاتا ہے اور بعدازاں ملک کی اعلیٰ عدالت سزائے موت کا فیصلہ صادر کرتی ہے تو عرب ممالک اس میں کیوں احتجاجی اپیلیں شروع کر دیتے ہیں جبکہ پاکستان نے کبھی ان کی فوجی عدالتوں کے فیصلوں پر بھی کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس کی بڑی وجہ غالباً ان کی غلط فہمی ہے کہ انہوں نے بھٹو کو اس فرضی روپ میں دیکھا ہے جو اس نے عرب ہمدردی کا جھوٹا لیبل لگا کر پیش کیا تھا جبکہ وہ اس کے حقیقی و عملی کردار سے تاحال بے خبر ہیں۔

اس لئے میں جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے التماس کروں گا کہ جلد از جلد بھٹو حکومت کی کارستانیوں کا قرطاس ابیض شائع فرما دیں تاکہ بیرونی دنیا بالخصوص عرب ممالک حقیقی بھٹو سے آگاہ ہو جائیں۔

محمد اشرف ندیم
جنرل سیکرٹری' این۔ڈی۔پی،
تحصیل چنیوٹ

سول ہسپتال خانپور

مکرمی!

میں آپ کے ہفت روزہ کی وساطت سے موجودہ صوبائی حکومت کی توجہ خانپور اتوبیہ کے سول ہسپتال کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں خانپور میں ایوب خان کے دورِ حکومت میں ہر طرح کی شہری سہولتیں میسر رہی ہیں اور ہسپتال، ڈاک خانے، بینک، تارگھر، ٹیلیفون سب قائم کئے گئے اور جو تاحال قائم ہیں۔

سول ہسپتال ایوبیہ جس میں ہر طرح کے آلات موجود ہیں صرف ڈاکٹر نہ ہونے کی وجہ سے بالکل بیکار پڑا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صاحب کی خدمت میں بھی گذارش کی ہے اور اب آپ کی ——— توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ خانپور ایوبیہ کے عوام کے ساتھ انسانی ہمدردی کے طور پر یہاں سول ہسپتال میں ڈاکٹر تعینات کیا جاوے تاکہ اس علاقہ کے عوام جو اس بنیادی سہولت سے محروم ہیں مستفیذ ہو سکیں اور آئے دن کی تکلیفات سے نجات حاصل کر سکیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جناب سب مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صاحب خصوصی توجہ خانپور اتوبیہ کے سول ہسپتال کی طرف دیں گے۔

راجہ محمد احسان خانپور ایوبیہ

تحقیقات کی جائے

علاقہ خٹک ضلع بنوں کی پولیس چوکی کی مرمت کے لئے خاصی خطیر رقم کی منظوری دی تھی لیکن اے۔ ایس۔ پی اور ڈی۔ ایس۔ پی لکی مروت نے یہ سرکاری رقم خورد برد کر لی اور تھانیدار کو حکم دیا کہ وہ لوگوں سے تھانہ کی مرمت کرائے اس طرح تھانے کی مرمت علاقہ کے لوگوں نے باری باری دیہات میں کی۔

مارشل لاء حکام سے گذارش ہے وہ یہاں تشریف لائیں اور مقامی پولیس کی غیر قانونی حرکات کی تحقیقات کریں۔ نیز یہ کہ مقامی پولیس نے رشوت لینے کی انتہا کر دی ہے۔

شہر کے سکول کی مرمت کے لئے حکومت نے ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کی منظوری دی تھی ٹھیکیداروں نے (جو مقامی پیپلز پارٹی کے آلہ کار ہیں) بغیر چار دیواری کے دو عدد چھوٹے کمرے اور ایک چھوٹا برآمدہ کچی بنیادوں پر تعمیر کر دیا۔ باقی رقم کھا گئے۔

مارشل لاء حکام سے گزارش ہے کہ وہ ان ٹھیکیداروں کے محاسبہ کے لئے مناسب اقدامات کریں۔

اہالیان موضع عباسیہ خٹک

بقیہ اداریہ

سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے، گو بھٹو حکومت اپنے من پسند نتائج اس تمام تر تگ و تاز کے باوجود حاصل نہیں کر سکی اور اسے اپنے کئے کی سزا بھگتنا پڑی۔

لیکن اس حقیقت کا اعتراف کیا جانا چاہیئے کہ بھٹو اور اس کے حواری ملک میں ایک ایسا طبقہ پیدا کرنے میں ضرور کامیاب ہو گئے ہیں جو اپنی نجی محفلوں میں سلام، اسلامی اقدار اور اسلام کی علمبرداروں کا مذاق اڑاتا ہے اور مسلسل اس کوشش میں لگا ہوا ہے کہ ایک بار پھر وہی دور بربریت و لادینیت عود کر آجائے تاکہ ان کی ہر سفلی سے سفلی خواہش کی تکمیل ہوتی رہے۔

عوام اور حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس گروہ نابکار کی نقل و حرکت کا نوٹس لے اور جہاں جہاں بھی اس گروہ کے افراد نظر آئیں انہیں ان کے مہیب انجام سے خبردار کرتے ہوئے درونِ خانہ سازشوں سے باز رکھا جائے۔ اگر اس سلسلے میں روایتی غفلت یا ضرورت سے زیادہ خوش فہمی سے کام لیا گیا تو ناقابلِ تلافی نقصان کے امکان سے نہیں بچا جا سکتا۔

آخر میں ہم تحریکِ نظام مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سلسلے میں حکومت سے یہ گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ وہ غیر جانبدار فریق کا کردار ادا نہ کرے بلکہ حکومت کی سطح پر ان شہداء کی یاد منانے کا اہتمام کرے جنہوں نے ملک و ملت کی خاطر اپنی نقد جان تک ہار دی۔ حکومت کو چاہیئے کہ ریڈیو۔ ٹی وی اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ قوم کو ان شہداء کی عظمت کردار سے آگاہ کرے۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ یہ قربانیاں اسلام کی عظمت اور قوم کی سربلندی کے لئے دی گئی ہیں تو اسے اپنا مثبت کردار ادا کرتے ہوئے ان قربانیوں کا چرچا کرے۔

اس کے علاوہ قوم کی طرف سے یہ مطالبہ بھی کیا جا تا رہا ہے کہ شہداء تحریکِ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی خبر گیری اور دلجوئی بھی ہونی چاہیئے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ حکومت اس مطالبہ پر فوری توجہ دے گی۔